SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, July 24, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty- seven minutes after four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

واذكر فى الكتب ادريس انه كان صديقاً نبياً و رفعنه مكاناً علياًO
اولئک الذين انعم الله عليهم من النبين من ذرية ادم و ممن حملنا
مع نوح و من ذرية ابراهيم و اسرائيل وممن هدينا و اجتبينا اذا
تتلى عليهم ايت الرحمن خروا سجداً و بكياًO فخلف من بعد هم
خلف اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوت فسوف يلقون غياًO الا من
تاب و امن عمل صالحاً فاولئک يدخلون الجنة ولا يظلمون شياًO

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, July 24, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty- seven minutes after four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

واذکر فی الکتب ادریس انہ کان صدیقاً نبیاً و رفعنہ مکاناً علیاًO
اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین من ذریۃ ادم و ممن حملنا
مع نوح و من ذریۃ ابراھیم و اسرائیل وممن ھدینا و اجتبینا اذا
تتلی علیہم ایت الرحمن خروا سجداً و بکیاًO فخلف من بعد ھم
خلف اضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشہوت فسوف یلقون غیاًO الا من
تاب و امن عمل صالحاً فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون شیاًO

ترجمہ ۔

اور (اس) کتاب (قرآن) میں ادریس کا ذکر فرمائیے بے شک وہ (بھی) نہایت سچے نبی تھے۔ اور ہم نے ان کو (علم و عرفان کے) بلند مقام پر پہنچایا (وہ جو چاہتے تھے ان کو آنکھوں سے دکھا دیا) ۔ یہی وہ (برگزیدہ ہستیاں) ہیں جن پر اللہ نے اپنے پیغمبروں میں سے انعام فرمایا (یعنی) اولاد آدم میں سے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا اور ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد میں سے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا اور اپنے انعامات سے سرفراز کیا) ۔(یہ ہمارے وہ شکرگزار بندے ہیں) جب ان کے سامنے (اللہ) رحمن (و رحیم) کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور (زار وقطار) روتے ہیں ۔ (ان کی روح مقام قرب میں پہنچتی ہے اور فیضیاب ہوتی ہے)۔ پھر ان کی جگہ ایسے ناخلف آئے کہ نماز (یعنی تمام عمل خیر) کھو بیٹھے اور خواہشات (نفس) کے پیچھے پڑ گئے۔ پس عنقریب وہ خرابی سے دوچار ہوں گے (اپنی گمراہی کی سزا پائیں گے اور اس دوزخ میں ڈالے جائیں گے جس کا نام غی ہے)۔ البتہ جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور نیک کام کیے تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کا حق قطعی ضائع نہ کیا جائے گا (جو گناہ ایمان لانے سے قبل کیے گئے وہ توبہ سے معاف کیے گئے اور سابق جرائم کی بنا پر ان کے اجر میں کوئی کمی نہ کی جائے گی)۔

چوہدری شجاعت حسین۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب پوائنٹ آف آرڈر۔

چوہدری شجاعت حسین۔جناب والا! جب بھی اجلاس شروع ہوتا ہے تو ہمیشہ ایک پروگرام دیا جاتا ہے جس میں sitting, no sitting یا questions کے متعلق لکھا ہوا ہوتا ہے اور تمام ممبران اپنا اپنا پروگرام فریم کرتے ہیں ۔ آج تمام اخبارات میں ایک خبر آئی ہے کہ پیپلز پارٹی نے فیصلہ کیا ہے' (اس کے ترجمان کے مطابق) کہ اب اجلاس ہر روز ہوا کرے گا۔ جناب والا میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ پیپلز پارٹی نے کب سے اس کے اوپر قبضہ کر لیا ہے کہ proceeding جو ہے یا ہاؤس کی جو working ہے اس کے اوپر بھی فیصلے جو ہیں وہ پیپلز پارٹی نے کرنے ہیں' اس کی ذرا وضاحت ہو جائے۔ہمیں بھی پتہ چلے کہ کس دن ہم نے آنا ہے' کس کس دن نہیں آنا۔ تو آیا یہ خبر صحیح بھی ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین۔ ویسے چوہدری صاحب، پچھلے ہفتے کچھ ممبران نے یہ ذکر کیا تھا کہ ہمیں اجلاس روزانہ کرنا چاہیئے میری اقبال حیدر صاحب سے بات ہوئی تھی اور راجہ ظفرالحق صاحب سے بھی بات ہوئی تھی۔ اور ہم نے فیصلہ یہی کیا تھا کہ اب سے اجلاس روزانہ کریں گے لیکن یہ واقعی جو آج خبر آئی ہے یہ میں سمجھتا ہوں مناسب نہیں ہے ۔ یہ فیصلہ کرنا یا میرا کام ہے یا وزیر قانون کا کام ہے اور ہم consultation سے فیصلہ کرتے ہیں۔ تو یہ خبر جو دی گئی ہے یہ مناسب نہیں ہے اور میرے خیال میں اقبال حیدر صاحب اس کی وضاحت کریں گے کہ یہ خبر کیسے نکلی، کیوں نکلی، کس نے یہ نکلوائی۔

سید اقبال حیدر۔بالکل بجا فرمایا جناب چیئرمین! گو کہ بہت سے اراکین کی یہ رائے تھی کہ اجلاس روز ہو اور گزشتہ ہفتے ہم نے قائدحزب اختلاف سے بھی درخواست کی تھی اور انہوں نے بھی اس سے کوئی انکار نہیں کیا تھا لیکن اس خبر کی میں ضرور تحقیقات کروں گا، اس خبر کو اس طرح سے نہیں آنا چاہیئے اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ اور نہ ہی اس کا کسی پارٹی سے کوئی تعلق ہے۔

سید اقبال حیدر۔ اور نہ ہی اس کا کسی پارٹی سے تعلق ہے۔ یہ ہمارا مشترکہ فیصلہ ہے اور جب مشترکہ فیصلہ ہو تب ہی ہم اس کو کر سکتے ہیں۔پھر میں معلومات کر لوں گا کہ کس طرح سے یہ ہوا اور میں آپ کے خیالات سے اتفاق کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین ۔شکریہ جناب۔جی جناب ڈاکٹر ریحان صاحب On point of Order

ڈاکٹر محمد ریحان ۔مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل عوام میں ٹی وی کے حوالے سے بہت مایوسی پھیلتی جا رہی ہےخصوصاً سینیٹ کے ساتھ جو اس کا رویہ ہو چکا ہے کیونکہ عوام دلچسپی رکھتے ہیں ، وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے جو نمائندگان ایوان میں گئے ہیں ۔ وہاں پر کس طرح کے سوالات کرتے ہیں یا کس قسم کی کارروائی میں حصہ لیتے ہیں ۔ کس طرح debates ہوتی ہیں لیکن بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جناب والا! پچھلے اتوار کو یہاں پرائمری تعلیم پر اتنی شاندار debate ہوئی۔ جس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف نے برابر حصہ لیا اور ایک non-controversial issue اس پر اتنی اعلیٰ

debate ہو گئی لیکن خبرنامے میں اس کو صفر سے ضرب دی گئی اور اللہ میں یہ نہیں کہوں گا کہ ان کو نہیں دیکھا بلکہ انہوں کی نمائش زیادہ ضروری سمجھی گئی تھی۔ اس ملک میں پرائمری تعلیم کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ جناب والا! اس کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ اللہ کیا دکھایا جا رہا ہے۔ جناب والا! کمیٹیوں کے چیئرمینوں کے یہاں الیکشن ہوتے ہیں۔ وہ ضروری بات ہے کہ عوام جاننا چاہتے ہیں کہ بھئی کیا انہوں نے الیکشن میں حصہ لیا، کس طرح ہوا کیونکہ پھر وہ اپنے مسائل کے حل کے بارے میں ملاقات کرتے ہیں لیکن یہاں ہوتا کیا ہے۔ جناب والا! ہر روز شکست خوردہ لوگوں کو projection دی جاتی ہے کہ وہ آج بجلی کا افتتاح کر رہے ہیں۔ جیسے کل رات کو پشاور کے ایک جھگوڑے کو projection دی گئی۔ نہ صرف پارٹی نے اس کو disciplinary action پر نکالا تھا بلکہ وہ الیکشن میں ہارا بھی تھا۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں یہ پارلیمنٹ کے ایک ایوان بالا کے ساتھ ناروا سلوک ہے اور اس سلسلے میں جناب کمرل کے ساتھ بھی ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے فلور آف دی ہاؤس میں کہا تھا کہ نہیں ایسا نہیں ہو گا لیکن میرے خیال میں اس میں کچھ شک نظر آتا ہے۔

جناب چیئرمین۔ leave applications جی جناب راشدی صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ وزیر اعظم صاحبہ کی پھوپھی کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہمارے ہاں فاتحہ پڑھنے کی ایک رسم ہے۔ تو میں یہ تجویز کروں گا کہ ہاؤس میں فاتحہ پڑھی جاتی ہے لہذا فاتحہ پڑھی جائے۔

(فاتحہ پڑھی جائے)

(فاتحہ پڑھی گئی)

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین۔ راجہ محمد ظفر الحق صاحب نے ذاتی مصروفیت کی بنا پر آج مورخہ 24 جولائی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

PRIVILEGE MOTIONS

Mr. Chairman: Next is privilege motion. Jam Karar-ud-Din Sahib.

تو آپ اس کو press نہیں کرنا چاہتے -

Jam Karar-ud-Din Sahib: I want to press it.

جناب چیئرمین- تو پڑھ دیں پھر-

PRIVILEGE MOTION RE: NON-RESERVATION OF ACCOMMODATION FOR A SENATOR IN CHAMBA HOUSE, LAHORE

Jam Karar-ud-Din: I hereby move a Privilege Motion under Rule 61 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988.

On my direction Mr. Waqar Yousaf telephoned the Manager of the Chamba House at Lahore on 30th May, 1994 to reserve accommodation for me on 5th and 6th June, 1994 for one night as I had to attend Walima/Dinner of the son of an Ex-Senator Dr. Bisharat Elahi on the night between 5th and 6th June, 1994 at 8.30 p.m. at Lahore in Awari Hotel.

From Airport I proceeded to Chamba House at 6.00 p.m. on 5-6-1994 and contacted one gentleman by cast Leghari in reception room of the Chamba House and inquired from him about my accommodation. He looked into the register for several times and finally informed me that there is no accommodation available at all as all the rooms and suites are already occupied.

Thus my privilege has been breached and this motion may kindly be referred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges.

سید اقبال حیدر- جناب چیئرمین میں نے جیسے پچھلے ہفتے کہا تھا کہ اس سلسلے میں دو پریولج موشن ہیں - ایک معزز رکن ڈاکٹر ریحان صاحب کا اور دوسرا معزز

رکن جام کرارالدین کا ۔ دونوں پریویلج موشن جو ہیں وہ ممبر ہاؤس کے متعلق ہیں ۔ اس پر جو ہمیں رپورٹ ملی ہے اس سے میں بالکل غیرمطمئن تھا۔ ہم نے حکام کو کہا ہے کہ متعلقہ افسر کو suspend کیا جائے اور اس کی انکوائری کی جائے ۔

And orders for suspension of the concerned officer have already been issued. If you like, then these two motions may be referred to the Privilege Committee and we have no objection. There is a lot of substance in the grievance of the two honourable Members - Jam Karar Sahib and Dr. Rehan Sahib.

جناب چیئرمین۔ جام صاحب، پھر اس کو Privileges Committee میں بھیج دیا جائے؟

جام کرار الدین۔ وزیر صاحب کابیان سن لیں۔

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر ریحان صاحب، آپ نے تو میرے خیال میں اپنی تحریک استحقاق withdraw کر لی تھی۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ میرے پاس متعلقہ لوگ آئے تھے اور وہ بڑی ندامت کا اظہار کر رہے تھے ۔ ان کے احساس ندامت کے پیش نظر میں نے اپنی تحریک واپس لے لی تھی۔

جناب چیئرمین۔ جام صاحب، پھر کیا کرنا ہے ۔

Jam Haji Kararuddin: No. Sir, I don't withdraw the motion and this motion should be taken up.

Syed Iqbal Haider: We have already ordered an enquiry and ordered suspension of the concerned officer who is responsible for this misbehaviour. So, we have no objection if the honourable Member waits for the results of the enquiry or Privilege Committee to conduct the enquiry, we don't mind.

جناب چیئرمین۔ تو جام صاحب، آپ کیا چاہیں گے؟

Haji Jam Kararuddin: Let us then wait for the enquiry. He has not been suspended yet.

Syed Iqbal Haider: Orders have been issued for his suspension. I will be very categorical in words and by that I mean I will need to confirm whether he has been actually suspended or not.

Mr. Chairman: Orders have been issued.

Haji Kararuddin: Till the enquiries are completed I am not presenting for the time being.

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! میں ایوان کی توجہ روزنامہ مرکز مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۹۴ میں شائع ہونے والی ایک خبر کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ حکومت کی خفیہ ایجنسیوں نے اپوزیشن لیڈروں کے ٹیلیفون ٹیپ کرنے شروع کر دیئے ہیں جن میں ارکان قومی اسمبلی و سینٹ دونوں شامل ہیں ۔ حکومت کے ایماء پر خفیہ ایجنسیوں کی یہ کارروائی آئین میں دی گئی آزادی کار اور فرد کی privacy کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے اور بطور سینیٹر میرا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ لہذا میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس معاملے کو ایوان میں فوری طور پر زیر بحث لا کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تا کہ صورت حال کی وضاحت ہو سکے۔

سید اشتیاق اظہر۔ جناب والا! میں نے اس سے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ سینیٹرز کے ٹیلیفون ٹیپ نہیں ہونے چاہئیں۔ اب دوبارہ یہ شکایت آئی ہے ۔ میرا خیال یہ ہے کہ آپ اس پر غور فرمائیں اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔

جناب چیئرمین۔ دیکھتے ہیں، وزیر صاحب کا جواب پہلے سن لیں ۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب والا! میں بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ایسی شکایات آ رہی ہیں ۔ میں چاہوں گا کہ حکومت اس سلسلے میں اپنی پالیسی واضح کرے اور اگر IB والے، ISI والے یا کوئی اور ایجنسی ، حکومت کو اطلاع دیئے بغیر ٹیلیفون ٹیپ کر رہی ہے تو اس کے بارے میں investigation ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین۔ جی، وزیر صاحب۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔ یہ مسئلہ اس ملک میں کوئی نیا نہیں ہے۔
ہر ایک کا یہی خیال ہے کہ

telephones have been tapped, including that of the Prime Ministrer. So many times, she has also complained. She has a feeling either there is something wrong with the system, with the telephones or it is inherent wrong because everyone keeps complaining. During the Martial Law years, yes, I know and I was aware because we were all at the receiving end, but since the democratic establishment, I do not think that has been a practice. If they have any valid reason or they have a complaint, they can susbstantiate it. I would be the first one to support them and go the whole-hog with them. But I do not feel that at the moment because the only agency that is authorised to tape telephones officially, unofficially I cannot say who are doing it, is the IB and they also have to get clear cut instructions by no lessa person than the Prime Minister. So, it is not an easy item to involve yourself in tapping telephones. But I would say this also that some one is required because this equipment is available in the Blue Area. You can get the same equipment from the Blue Area and these people will tell you that this can be used for tapping anything. So it may be and we all believe that our telephones are being tapped. It is nothing new to any individual.

جناب چیئرمین۔ جی، چوہدری صاحب، اس پر آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! میں اس پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک privilege کا تعلق ہے، definitely یہ ایک privilege ہے۔ privilege یہ ہے کہ میں بحیثیت سینیٹر جو کام کرتا ہوں، اس میں مجھ پر کوئی بالائی قدغن، کوئی pressure یا رکاوٹیں نہ ڈالی جائے۔ جناب والا! پرائم منسٹر صاحب کا اگر ٹیلی فون ٹیپ ہوتا ہے اور اس میں یہ بے بس

ہیں تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ٹیلی فون کے محکمے والے شاید پرائم منسٹر سے اوپر ہیں' ایسا نہیں ہے۔ اگر ان کی یہ پالیسی ہے تو وہ حکومت کی پالیسی ہوگی ہم تو بڑا مودبانہ یہ عرض کریں گے کہ اس پالیسی کو ایسے بنانا چاہیئے کہ یہ بات نہ ہو۔

جناب چیئرمین۔وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ پالیسی کوئی نہیں ہے ۔ اگر کوئی ٹیپ کرنا چاہے تو صرف آئی بی کو اجازت ہے with the permission of the Prime Minister اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے کوئی ایسی اجازت نہیں دی ہوئی۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ از خود کوئی کر رہا ہے تو میں اس کے بارے میں کہہ نہیں سکتا کیونکہ یہ شکایت عام موصول ہو رہی ہے ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔لیکن یہ اشورنس تو دے سکتے ہیں کہ حکومت یہ ہدایات جاری کرے گی کہ فاضل ممبران سینٹ اور فاضل ممبران قومی اسمبلی کے ٹیلی فون ٹیپ نہ کئے جائیں۔ کیونکہ ہمیں یہاں ہر بات کرنے کی آزادی ہے اور ہمیں ہر بات کہنے کی آزادی ہے خواہ پرائم منسٹر صاحب ہو' خواہ کوئی اور بڑے سے بڑا افسر ہو تو پھر ٹیلی فون ٹیپ کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseer Ullah Baber: I would fully agree with him and I am prepared to support this and say categorically because the Senator or the MNA is an elite in the society, but even a common man has the right to privacy. An ordinary person has the right to privacy and I would go to that extent that we will not subscribe to this theory of bugging telephones of even a private citizen, not alone a Senator, a Minister or an MNA.

Mr. Muhammad Ilyas Bilore: Sir, the honourable Minister has said that those instruments are available in the Blue Area. I think, it is the imcompetency of the Government that these instruments are available, whether they can be legally imported to Pakistan or not? If they are not legally imported then why the people are not being arrested? Why the Government is keeping its eyes shut over that. That is my point.

Maj. Gen. (Retd.) Naseer Ullah Babar: The honourable Senator is aware, he has been travelling abroad that it is a free market economy. He can go to UK and pick up any gadget of the shelf, and the same thing is happening here today.

Mr. Muhammad Ilyas Bilore: These gadgets are prohibited and I don't think that they are allowed here.

جناب چیئرمین۔ چوہدری شجاعت حسین صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میرا الزام نہ تو ٹیلی فون ڈیپارٹمنٹ کے اوپر ہے نہ ہی ان باقی چیزوں کے اوپر ہے کہ کون کس کا کیا کرتا ہے اور privately کوئی ٹیلی فون ٹیپ کر سکتا ہے۔ میرا الزام تو سیدھا حکومت کے اوپر ہے اور وزیر داخلہ کے اوپر ہے ۔ جناب والا! اس سلسلے میں میں یہ کہوں گا کہ مہذب دنیا میں اگر کسی چیز کا ثبوت مہیا کر دیا جائے کہ حکومت کسی کا ٹیلی فون ٹیپ کر رہی ہے تو امریکہ جیسے ملکوں میں بھی ہل چل مچ جاتی ہے ۔ لیکن موجودہ حکومت پچھلے چار ماہ سے جتنے بھی جھوٹ بول رہی ہے اس سے ہم عوام کو آگاہ کر رہے ہیں، بتا رہے ہیں کہ یہ انہوں نے جھوٹ بولا ، یہ انہوں نے بددیانتی کی ، یہ انہوں نے مال لوٹا ، لیکن یہ اتنے ڈھیٹ ہیں کہ آج تک ان کے سر کے اوپر جوں بھی نہیں رینگی۔ جناب والا! یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ میں نے جو الزام لگایا ہے وہ وزیر داخلہ کے علم میں ہے کہ میرا ٹیلی فون ٹیپ کیا جا رہا ہے ۔ اور ان کو ہر چیز کا علم ہے میرے پاس ثبوت موجود ہے ۔ جناب والا! میں نے ویسے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی آج تک جس کا میرے پاس ثبوت موجود نہ ہو۔ میرے پاس وزیر داخلہ کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا لیٹر موجود ہے ۔ جس پر میری کسی کے ساتھ کوئی بات ہو رہی تھی جس کی تمام کارروائی جو ہے وہ نشر کی گئی ہے اور اس کے بعد جب وزیر داخلہ کو فائل پیش کی گئی تو انہوں نے ڈی جی ایف آئی اے کو لکھا ۔ میں آپ کو پڑھ کر بتا دیتا ہوں You may also collect the tape جس کے اوپر یہ ساری باتیں ہوئی ہیں ۔ یہ نصیر اللہ بابر صاحب نے اپنے ہی ہاتھ سے ، اپنے ہی دستخطوں سے لکھا، مہر بھی لگا دی ہے تاکہ سند رہے۔ اس لئے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ پریولیج

کمیٹی کے پاس بھیجا جائے، بجائے اس کے کہ اس کو یہاں پر ڈسکس کیا جائے ۔ یہ تمام چیزیں میں آپ کو پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اس کو پریولیج کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔ تاکہ ہر چیز دنیا کے سامنے آ جائے۔

جناب چیئرمین۔ جناب وزیر داخلہ صاحب۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseer Ullah Babar: He has been my predecessor. He has been the Interior Minister, he should know or he should let me know, was he authorized to order the tapping of telephones?. The reference that he is making is to the Midnight Jackal Tapes. When I sent the report, I said, yes, the tapes are available. They can be collected and nothing more than that. Apart from that I would still say today that he still has a wireless set on which the entire Police system of Islamabad is based. He may be spying on entire system even on our entire system. We have to change the entire system because of that. It is going to cost us about 13/14 lacs of rupees, but the fact is that can he answer that he does not have that wireless set which controls the entire Police system of Islamabad. Let me ask him.

میں سیدھی بات کرتا ہوں ۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب یہ پہلی کی بات کر لیں پھر دوسری کی بات کرتے ہیں ۔ یہ جو انہوں نے بات کی ہے میں اس کا بھی جواب دوں گا ۔ پہلے پہلی کی بات ختم ہوگی تو پھر اس کا جواب بھی دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ فرمارہے ہیں یہ جو آپ نے ٹیپ کا فرمایا ہے یہ مڈنائٹ جیکال والی بات ہے۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ نہیں جناب والا! میری بات چیت میر تجمل حسین کے ساتھ ہوئی ہے ۔ یہ تمام بات چیت لکھی ہوئی ہے ۔ کون سی بات ، کوئی ملک دشمنی کی بات

ہوری تھی؟ یہ سب لکھی ہوئی ہے ۔

Maj. Gen. (Retd) Naseerullah Khan Babar: Let us have a look at it, Sir.

جناب چیئرمین ۔ دکھا دیں ، دکھا دیں ---- جی سرتاج عزیز صاحب آپ کیا فرمارہے ہیں؟

جناب سرتاج عزیز ۔ جناب چونکہ وزیر داخلہ صاحب نے خود کہا ہے کہ Intelligence Bureau کو یہ اختیار ہے اگر گورنمنٹ یا وزیر اعظم ان کو اجازت دے ۔ تو یہ مسئلہ چونکہ تفتیش اور investigation کے لئے بہت ضروری ہو گیا ہے ۔ کیونکہ میرے پاس بھی ایسے ثبوت موجود ہیں کہ میرا ٹیلیفون بھی ٹیپ ہو رہا ہے اور میں وہ ثبوت بھی وزیر داخلہ یا اس کمیٹی کو پیش کرنے کو تیار ہوں۔ اس میں ہم متعلقہ افسران کو کمیٹی میں بلا کر یہ بات پوچھ سکتے ہیں کہ کس کس سیاستدان اور دوسرے شہریوں کے ٹیلیفون ٹیپ کرنے کو کہا گیا ہے۔ کیونکہ اگر ہم نے جمہوری عمل کو آگے بڑھانا ہے تو اس قسم کی جو power ہے یا influence ہے یا طریقہ کار ہے اس کو استعمال کرنا ہمارے لئے بہت ہی مضر ہے ۔ اس کو کمیٹی میں بھیجنا بہت ضروری ہے تا کہ یہ بات واضح ہوسکے۔

جناب چیئرمین ۔ بہرحال کیا خیال ہے اس کو کمیٹی میں بھیج دیں تا کہ let it be investigated and found out, it is a general problem.

Maj. Gen. (Retd) Naseerullah Khan Babar: It is quite honest, I don't feel the necessity but if they feel so, let it go, then we will bring their record also and they should not object because I will expose, because that record is available with us.

Mr. Chairman: No, General Sahib, the issue is that you have very rightly pointed out that this is not the government policy and you are also saying that if anybody wants to tape a telephone the only authorized agency is IB and that

also with the permission of the Prime Minister. Now, it also appears that there is a general complaint, ... *(interruptions)*

جناب چیئرمین۔ نہیں جی کچھ نہ کچھ ہو رہا ہے ۔ چاہے وہ unauthorized ہو رہا ہے یا کوئی اور ایجنسی کر رہی ہے۔ .So why not look into this

Maj. Gen. (Retd) Naseerullah Khan Babar: Let it go, Sir, but then they should not stop me from producing all the tapes that they have had in their time because they are also available with the IB.

Mr. Chairman: So, let it be looked into by the Committee and let them find out.

جناب محمد ابراہیم خان ۔ جناب یہ کمیٹی میں بھیجیں تاکہ شکوک نکل جائیں اور سب کو پتہ چل جائے کہ عوام کے ساتھ زیادتی کون کر رہا ہے اور انسانی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کون کر رہا ہے ۔

Mr. Chairman: Fine, so let this go to the Privileges Committee for investigation.

جی جناب چوہدری صاحب ۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب والا! وزیر داخلہ صاحب نے ایک وائرلیس سیٹ کا ذکر کیا ہے کہ ۲۵ لاکھ روپے کا وائرلیس میرے پاس ہے۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔ نہیں جی نہیں جی ۔ ۱۴ لاکھ

جناب چیئرمین۔ انہوں نے کہا کہ سسٹم تبدیل کرنے کے لئے ۱۴ لاکھ روپے درکار ہیں ۔ سیٹ ۱۴ لاکھ کا نہیں ہے ۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ اچھا تو جناب والا! جس سیٹ کی یہ بات کر رہے ہیں ۔ یہ ہر روز ایک سپاہی کو بھیج دیتے ہیں ۔ میں جب منسٹر تھا تو سکواڈ ----- آپ کے

پاس بھی سکواڈ ہو گی اس کے اندر ایک وائرلیس سیٹ لگا ہوتا ہے یہ وائرلیس میری جیپ کے پیچھے بھی لگا ہوا تھا۔ جیپ جارہی تھی جہلم، راستے میں اس کو حادثہ پیش آ گیا۔ باڈی گارڈ بھی مرگیا، دوسرے چار آدمی بھی زخمی ہوگئے گاڑی وہیں پر کھڑی رہ گئی رات کا وقت تھا بارش ہورہی تھی۔ دوسرے تیسرے دن جب پتہ چلا تو نہ گاڑی میں ریڈیو تھا اور نہ یہ جھایا جھنڈیں تھیں۔ اب یہ کہہ رہے ہیں اور روزانہ آدمی بھی بھیجتے ہیں کہ وہ سیٹ مہیا کریں۔ میں نے کئی دفعہ ان کو وہاں پر لکھ کر بھی دے دیا ہے کہ ہم کوشش کررہے ہیں کہ کسی طریقے سے اس گاؤں سے پتہ کریں۔ یا کسی اور جگہ سے پتہ کریں کہ وہ وائرلیس سیٹ کہاں پر ہے۔ جناب والا! وہ آپ کو بھی معلوم ہو گا technically بھی پتہ کرلیں، وہ وائرلیس سیٹ استعمال ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں بیٹریاں ہوتی ہیں اور بیٹریاں پولیس ہیڈکوارٹر اسلام آباد سے جاکر چارج کروائی جاتی ہیں۔ جب وہ بیٹری ختم ہو جاتی ہے تو اسلام آباد ہیڈ کوارٹر میں بیٹری بھیجی جاتی ہے اور بیٹری چارج کی جاتی ہے اور جب وہ بیٹری ختم ہو جاتی ہے تو وہ سیٹ نا کارہ ہو چکا ہوتا ہے اور وہ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کہتے ہیں جی کہ وائرلیس سیٹ دیا ہے اس وائرلیس سیٹ سے میں نے اپنے ٹیلی فون ٹیپ کر لئے ہیں یہ ان کے ٹیلی فون ٹیپ کرتا ہے وہ خواہ مخواہ ایک چیز کو آگے لانے کی کوشش کر رہے ہیں یہ میں نے ان کو پہلے بھی کہا ہے۔

Maj. General (Retd.) Naseerullah Babar: The first question I will ask, was that mounted on a service jeep where it should have been or was it on his private jeep? Was he authorized to mount it on a private Jeep? (2) is that a long time has passed, has he made any effort to return that set and you know there are certain systems in encoding the frequencies related to all the entire system. So, we have to change the frequencies of the entire system to keep that sort of things and battery charging is no problem because it is charged by the car battery itself.

ADJOURNMENT MOTIONS

i) RE: RECRUITMENT OF GRADE II OFFICERS IN THE STATE BANK OF PAKISTAN

جناب چیئرمین۔ بہرحال اس وقت وہ مسئلہ نہیں ہے۔ adjournment motion No. 38 حافظ حسین احمد۔

حافظ حسین احمد۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے روز نامہ (انتخاب) حب بلوچستان' کے مطابق اسٹیٹ بنک کی انتظامیہ نے اس سازش کے تحت پانچ سو سندھیوں کو آفیسر بننے سے روک دیا ہے سخت پابندی کے باوجود ۲۲ من پسند افرا دکی گریڈ II- میں بھرتی سے سندھی ملازمین کامستقبل داؤ پر لگ گیا ہے ۱۹۸۵ میں جنرل محمد ضیاء الحق نے سندھیوں کا کوٹہ کم ہونے پر ۵۰۰ سندھیوں کو سٹیٹ بنک میں ملازمتیں فراہم کرنے کا حکم دیا اس پر بنک نے ۵۰۰ فرسٹ کلاس پوسٹ گریجوایٹس کو اسسٹنٹ کی نوکری دی ۹۴-۹۵ میں ان کو قانونی طور پر up grade ہونا تھا لیکن انتظامیہ نے direct grade -II میں بھرتی کی جو کہ تعلیم اور تجربہ کے لحاظ سے ان سے کم تھے یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے جاری کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین۔ جی Is it being opposed ?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ opposed ۔ مختصر سی بات یہ ہے کہ But he should give his arguments for its admissibilty.

جناب چیئرمین۔جی admissibility پر بات کریں جی کہ یہ کس طرح admissible ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔یہ رول ۷۵ ہے --------

جناب چیئرمین ۔ٹھیک ہے جی ۔ جی جناب فرمائیے جی۔

حافظ حسین احمد ۔جناب چیئرمین صاحب' یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے جس سے کئی خاندانوں کا مستقبل وابستہ ہے اس کے علاوہ یہ ہے کہ شاید محترمہ کی حکومت ہے اور اندرون

سندھ وہاں پہ دودھ کی نہریں اور شہد کی نہریں جاری کی گئی ہیں لیکن صورتحال یہ ہے کہ جن سندھیوں کو بھرتی کیا گیا تھا ان کا رول کے مطابق اس وقت استحقاق بنتا تھا چونکہ اس وقت یہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اور ایک صوبے کا مسئلہ ہے اور ایسا صوبہ جو ایک عرصے تک بلکہ اب بھی فوجی ایکشن وہاں ہو رہا ہے جب کہ موجودہ حکومت کی وہاں پہ صوبائی حکومت بھی ہے اور اس وقت بھی فوج وہاں موجود ہے اور وہاں پہ امن و امان کی صورتحال ناگفتہ بہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ سینٹ چونکہ چاروں صوبوں کی وحدت کا ایک منبع ہے اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے پہ بحث کی جائے تا کہ وہاں کے لوگ مطمئن ہو سکیں اور استحکام پاکستان کو نقصان نہ پہنچے۔

جناب چیئرمین۔جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔جناب والا! گزارش یہ ہے کہ رول ۵۰، آپ ملاحظہ فرمائیں انہوں نے جو تحریک التوا دی ہے اس کی لائن نمبر ۴ ہے ۱۹۸۵ کا واقعہ بتایا گیا ہے جبکہ it shall be restricted to a matter of recent occurrence. ۱۹۸۵ اور آج کے درمیان کتنی حکومتیں گزر چکی ہیں simple ایک ہی اس فقرے میں-----

جناب چیئرمین۔وہ تو اس وقت بھرتی ہوئے تھے نا وہ یہ فرما رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔بھرتی تو ہوئے ہی نہیں۔ان میں صورتحال یہ ہے کہ یہ کسی طرح سے adjournment motion بنتی ہی نہیں۔ کہ ۸۵ کا مسئلہ ہو اور ۹۴ میں یہاں پیش کریں۔

جناب چیئرمین۔جو میں سمجھا ہوں وہ یہ کہ ۸۵ میں بھرتی ہونے تھے اب ان کا promotion کا chance تھا جو نہیں دیا گیا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔بھرتی ہوئی ہی نہیں ہے ان کے پاس ہے کوئی اس کا ثبوت کہ 500 people were recruited by the order of General Zia-ul-Haq, never ایسی کوئی بات ہوئی ہی نہیں۔

Mr. Chairman: Factually you are denying the fact.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ factually یہ ہے کہ صورتحال بالکل واضح ہے کہ آپ بھی چیئرمین صاحب سمجھدار ہیں کہ یکمشت سٹیٹ بنک آف پاکستان نے ایک صوبے سے اتنی بڑی تعداد بھرتی کی۔ میری ایک simple سی گزارش ہے سٹیٹ بنک میں ۵۰۰ کا فوراً حکم کہ وہ بھرتی کر لئے جائیں Is it possible? سوچنے کی بات ہے۔

Mr. Chairman: So, you are saying

کہ ۵۰۰ بھرتی ہی نہیں کئے گئے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ بات یہ ہے کہ جنرل ضیاء الحق نے کوئی زبانی کلامی--- اس وقت یہ ممبر تھے، میں بھی ممبر تھا۔ کوئی زبانی کلامی جمع خرچ کیا ہو تو علیحدہ بات ہے۔ فنانس منسٹری کے ریکارڈ میں کوئی ایسی بات ہی نہیں ہے اور پھر بات یہ ہے کہ سٹیٹ بنک regular appointments کرتا ہے اس کے لئے بنکنگ سروسز کمیشن ہے باقاعدہ جیسے فیڈرل پبلک سروس کمیشن ہے۔ alike that banks have got a Special Commission ان کے تحت باقاعدہ ٹیسٹ ہوتے ہیں، انٹرویو ہوتے ہیں سب کچھ ہوتا ہے۔ جب کمیشن ان کو select کرتا ہے۔ پھر اس کا مینجمنٹ بورڈ ہے جو اس کو scrutinize کرتا ہے اور اس کے بعد جا کر یہ ریکروٹ ہوتے ہیں۔ اسی طریقے سے ۲۴ induct ہوئے ہیں اس دوران سارے ۷۶ جو تھے وہ اس وقت صوبہ سندھ سے تھے ٹوٹل۔ They had to undergo the procedure ایک باقاعدہ ادارہ ہے جیسے فیڈرل پبلک سروس کمیشن ہے ایسا ہی کمیشن بنکوں کے لئے ہے جن کے پراسیس سے گزرنا پڑتا ہے اور پھر دونوں چیزیں اصل میں ایڈجرنمنٹ موشن میں ۱۹۸۵ء کی بات ہے۔ جنرل ضیاء الحق نے حکم دیا، جنرل ضیاء نے تو سندھ میں بیڑہ غرق کر دیا۔ دیہاتوں کے دیہات فوجوں نے روند ڈالے اور لوگوں کو مارا وہ اگر ۵۰۰ سندھیوں کو سیٹیں دینے لگا تھا تو یہ تو عجیب سی بات ہے۔ مجھے contradiction نظر آ رہی ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ deny کر رہے ہیں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ ہوا نہیں ہے۔

Dr. Sher Afghan Khan Niazi: Purely, it never happened. He never gave his orders. No induction was done.

یہ پروموشن کی بات تو تب ہوتی جب اس نے اس قسم کا کوئی نیک کام کیا ہوتا۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب راشدی صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ اصل میں جناب کچھ غلط فہمی ہے۔۵۰۰ آدمی جنرل ضیاء نے مروائے تھے پانچ سو کو نوکری نہیں دی تھی۔ یہ میں بھی تصدیق کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔ تو حافظ صاحب وہ فرما رہے ہیں کہ ایک تو واقعاتی طور پر یہ غلط اطلاع ہے کہ بھرتی کئے گئے تھے۔ نمبر ۲ جو بھی پروموشنز ہوں گی وہ بنک کے جو ریگولیشنز ہیں ان کے مطابق ہوں گی۔

حافظ حسین احمد۔ میں گزارش کرتا ہوں جی کہ یہ اخبارات میں بات چھپی ہے اور سب سے اہم بات یہ کہ ۱۹۸۵ء میں غیر جماعتی ایوان کے رکن بننے کی سعادت صرف ڈاکٹر صاحب کو حاصل تھی میں ۸۸ء میں ان کے ساتھ تھا قومی اسمبلی میں لیکن میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا کہ ۲۳ من پسند افراد کی بھرتی نہیں ہوئی ہے وہاں پر۔

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ فرما رہے ہیں۔ کم از کم منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ جو بھی بھرتی ہوئی ہے یا پروموشن ہوئی ہے وہ بنک کے قانون کے مطابق ہوئی ہو گی۔

حافظ حسین احمد۔ وہ دو باتیں کہہ رہے ہیں کہ جو کچھ ہوئی ہے-----

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جو فنانشل اور بنکنگ کا کمیشن ہے انہوں نے ۲۴ سلیکٹ کئے تھے۔۔

جناب چیئرمین۔ پراسیس کے مطابق۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ اس کے باوجود بھی سنٹرل بورڈ کے پاس جب scrutiny ہوئی تو ایک آدمی drop ہو گیا۔ He was not fit to be recruited. ٹوٹل ۲۳ بھرتی ہوئے ہیں اور they had to undergo the whole procedure جو سٹیٹ بنک آف پاکستان کا ہے۔ باقاعدہ ریکروٹنگ کمیشن ہے۔ پھر سنٹرل بورڈ ہے۔ کسی کو کوئی concession نہیں آن میرٹ یہ سلیکشن ہوتی ہے۔ ایک پروسیجر ہے اب اس طریقہ کار میں یہ بات ماننے والی تھی کہ اس نے ایسے کام بہت سارے کئے ہیں جو قوم کا بیڑہ غرق کیا تھا جنرل ضیاء الحق نے کہ ۵۰۰ کیا پانچ

لاکھ بھی کر سکتا تھا لیکن اس نے سندھ کے ضمن میں مروایا ضرور' ایسے پانچ پانچ سو وہ کبھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس کو الرجی یہی تھی۔

جناب چیئرمین۔ تو حافظ صاحب وہ فرما رہے ہیں کہ یہ غلط ہے واقعاتی طور پر۔

حافظ حسین احمد۔ سر مجھے کچھ کہنے دیں۔

جناب چیئرمین۔ جی فرمایئے۔

حافظ حسین احمد۔ جب وہ مروا رہے تھے پانچ سو کو تو یہ ایوان کے رکن تھے۔ یہ بھی ساتھ تھے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ۸۵ء سے لے کر اس میں ۸۸ء کا بھی دور آیا تھا۔ جس وقت مسلم لیگ پارٹی کی حکومت تھی۔ اگر کوئی یہ غلط اقدامات ہوئے تھے تو اس وقت ان کو کینسل کیوں نہیں کیا گیا اور دس سال تک ملازمین ۵ ہوں یا ۵۰۰ اگر وہ کہتے ہیں ۲۲ ہیں تو ۲۲ کے ساتھ کیوں زیادتی کی گئی ہے۔ اس وقت یہ خود ایوان کی زینت تھے۔ غیر جماعتی ایوان میں تھے اور ضیاء الحق کے مارشلائی دور کو قانونی شکل دیتے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ یہ تو relevant نہیں ہے۔ relevant تو یہ ہے کہ وہ فرما رہے ہیں کہ جو ۲۲ بھرتی کئے گئے ہیں وہ بنک کا جو کمیشن ہوتا ہے اس کے تحت کئے گئے ہیں۔ پروموشن جو ہوگی وہ بھی باقاعدہ طریقہ کار کے مطابق کریں گے۔

حافظ حسین احمد۔ یہ بالکل کہہ رہے ہیں کہ کوئی ایسی بھرتی نہیں ہوئی اس دور میں۔

جناب چیئرمین۔ اس کو بھی وہ deny کر رہے ہیں۔

حافظ حسین احمد۔ اگر اس کا میں ثبوت فراہم کروں۔

جناب چیئرمین۔ جب ثبوت آئے گا تو پھر دیکھیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا! جو بھرتی ہوئے ہیں اس کا جنرل ضیاء سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ باقاعدہ ایک طریقہ کار تھا۔ اگر ہوئے بھی ہیں اس دور میں تو بھرتی ہوتی رہی ہے۔ لیکن یہ ۵۰۰ والی بات تو ہے ہی نہیں۔

جناب چیئرمین۔ صحیح بات ہے۔

حافظ حسین احمد۔ ابھی یہ کہہ رہے ہیں بھرتی ہوئے ہیں۔ جنرل ضیاء کا نام میں حذف کرتا ہوں۔ بھرتی ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔جنرل ضیاء نے نہیں کئے ہیں ۔

حافظ حسین احمد۔ جنرل ضیاء نے نہیں کئے ہیں' ڈاکٹر شیر افگن صاحب نے کئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔اگر آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے تو اس کے بارے میں لے آئیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب والا! جنرل ضیاء کا لکھا ہوا ہے ۔ یہ کہیں سے جڑوا لائیں ۔ پھر یہ صحیح ہوں گے۔

جناب چیئرمین ۔ بہرحال دیکھ لیں گے ۔ So this is not pressed on the account of the statement of the honourable Minister. جی جناب گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا! میں نے ایک ایڈجرنمنٹ موشن کراچی کے واقعہ کے بارے میں دی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنے مسائل یا جتنی بھی اس وقت ایڈجرنمنٹ موشنز ہیں وہ اپنی جگہ پر اہم ضرور ہیں ۔ لیکن کراچی کا کل کا واقعہ۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔آج دیا ہے پھر اس کو میں دیکھ لیتا ہوں۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا! میرے خیال میں اس کو آؤٹ آف ٹرن لے لیں۔ جناب والا! اس سے زیادہ کوئی سنگین مسئلہ ہو نہیں سکتا۔

جناب چیئرمین ۔ آپ اس طرح کریں لاءمنسٹر سے بات کر لیں۔ یہاں اپوزیشن سے کرلیں اگر وہ تیار ہوتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ آپ پہلے ان سے بات کرلیں۔ بجائے اس کے کہ میں اس کو ہاؤس میں براہ راست put کر دوں۔ آپ ان سے بات کرلیں۔ اگر وہ agree ہوتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ میرے خیال میں اس کو ہاؤس میں پٹ ہی کر لیں۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں نہیں اس طرح مناسب نہیں ہے ۔ ۔ہمارا طریقہ کار بھی یہی ہے لاءمنسٹر بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور اپوزیشن کے اجمل خٹک صاحب بیٹھے ہیں۔ ان سے بات کر

لیں ۔ اگر یہ agree ہوتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

ایک معزز رکن ۔ ایک میری ایڈجرنمنٹ موشن ہے اس کو آج ہاؤس میں آنا چاہئے ۔ وہ نہیں آئی ہے کیا وجہ ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ اس کو میں دیکھ لیتا ہوں ۔

ایک معزز رکن ۔ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے ۔

ii) RE: ALLEGED IMPORT OF ANTI-ENVIRONMENT CHLORINE PLANT

Mr. Chairman: Next, Dr. Rehan Sahib, No. 44 & 78 on the alleged import of anti-environment chlorine plant.

Dr. Muhammad Rehan: Thank you Sir. An alarming news has appeared in the daily 'Frontier Post' Peshawar in its issue of March 31, 1994 that a Danish Industrial firm has disposed of its environmentally hazardous chlorine plant by selling it to Pakistan. I, therefore, beg to move that the House be adjourned.....

(اذان عصر)

Mr. Chairman: The House is adjourned for 15 minutes.

[The House then adjourned for prayers]

[The House re-assembled after interval with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair]

جناب چیئرمین ۔ جی یہ تھی میرے خیال میں ڈاکٹر ریحان صاحب کی ۔ جی فرمائیے جناب ۔

Dr. Muhammad Rehan: Sir, very alarming news has been published by the daily 'Frontier Post' Peshawar in its issue of 31st March, 1994,

that a Danish Industrial firm has disposed of its environmentally hazardous chlorine plant by selling it to Pakistan. I, therefore, beg to move that the House be adjourned and take up this serious matter for discussion.

جناب چیئرمین۔ کیا آپ oppose کریں گے۔جی فرمائیے۔

Syed Iqbal Haider: Opposed. Sir, under the rules it is not admissible but the issue is very important and that is my problem. This is not a current or recent occurrence of one incident but this issue is such that I would, frankly speaking, like that our Environment Committee may investigate into it in depth. I have a full report and if it is referred for investigation to our Environment Standing Committee, perhaps it would serve a better purpose.

Mr. Chairman: Who is the Chairman of the Environment Committee?

Environment Committee کے چیئرمین کون ہیں۔بریگیڈیر صاحب آپ ہیں۔تومیرے خیال میں یہ ابھی تجویز ہے آپ وہاں پر اس کو زیادہ تفصیل سے دیکھ سکیں گے۔

سید اقبال حیدر۔نہیں آپ Danish Company والوں کو بلائیں بھی۔ کہ Danish Company نے کیا گھپلا کیا۔ جو یہاں کے importers ہیں ان کا نام لینے سے انکار کیا۔

Now this is an issue of public interest and importance. This is an incident of past not recent. So, under the rules it may not be taken up. Then, I ask for detailed report. So, there are a few companies, I can provide full report to the Standing Committee for Environment to examine this reply which is a very detailed reply and there is some degree of admission also into the complaints which has been rightly raised by my honourable Senator.

جناب چیئرمین۔ تو اس میں یہ ہے کہ پلانٹ کا یہ نہیں پتہ چل رہا ہے کہ کس نے امپورٹ کیا ہے؟

سید اقبال حیدر۔جی نہیں سر اس میں انہوں نے کہا ہے یہ نہیں معلوم کہ کس نے۔

But I would like it to be investigated and let me read you the relevant paragraph.

The Environment Protection Agency , NWFP, expressed their ignorance about any such deal. The agency is, however, forwarded to the Environment and the Urban Affairs Division, a copy of the clipping of the news item carried by 'Frontier Post' dated 31st March, 1994. It says that a part of anti-environmental deal , the so Jaw K. Jin, a Danish Firm will not disclose the name and place of the buyer in Pakistan.

جناب چیئرمین۔ یہاں لکھا ہوا ہے راوی الکلائی لمیٹڈ لاہور۔

سید اقبال حیدر۔ میں آگے پڑھتا ہوں۔

Ministry of Science and Technology in their response letter have stated as under: Ravi Group of Industries based in Lahore is to import from Denmark , the plant for the manufacture of petty acid etc. etc.

پھر انہوں نے یہ نہیں کہا اس کمپنی سے لیا ہے پھر انہوں نے کہا ہے اتحاد کیمیکلز کالا شاہ کاکو'

mear Lahore is also dealing in these sort of things . These are speculations, not a definite answer.

جناب چیئرمین۔ اخبار میں تو یہ ان کا نام لکھا ہوا ہے۔

Syed Iqbal Haider: Third is the Sitara Chemicals.

جناب چیئرمین۔ اخبار میں راوی الکلائی کا نام ہے اخبار میں یہ لکھا ہوا ہے کہ

Accoridng to green piece message to Pakistani environmentalist , the buyer in Pakistan is Ravi Elklai Limited which would install the plant in Lahore.

سید اقبال حیدر۔ اور پھر مزید وہ کہتے ہیں کہ

After scrutinizing the environmental impact statement submitted by the Firm, the EPA, Punjab issued a conditional NOC for the installation of this unit Caustic Soda,

Chlorine plant at Sheikhupura, Faisalabad Road, about 16 kilometers form district Sheikhupura.

اب یہ ہے کہ

These are the issues whether the NOC was granted after conducting due investigation , because it is a question of the whole generation of Pakistanis and I would not mind presenting this report to the...

Mr. Chairman: I think, it will be profitable if the Committee ....

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ اسی حوالے سے ایک خبر ایسی بھی آئی تھی کہ ساحل سمندر میں خارجی ممالک اٹامک کا فضلہ بھی پھینکتے ہیں اور اس میں ہمارے ملک کے لوگ ان کی مدد بھی کرتے ہیں میرے خیال سے اس مسئلے کو ہم یہاں سینٹ میں بحث کریں اور تفصیل سے ہو۔

سید اقبال حیدر۔ پہلے investigate کرلیں پھر بحث بھی کرلیں گے۔

جناب چیئرمین۔میرے خیال میں زیادہ موثر بحث میں فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جب کمیٹی میں آپ بیٹھتے ہیں تو آپ حکومت کے افسروں کو بھی بلا سکتے ہیں آپ راوی اٹلائی کو بلا سکتے ہیں آپ کسٹم کے آفیشل کو بلا سکتے ہیں ان سے پوچھ سکتے ہیں یہاں پر تو ہم آپس میں ہی بحث کریں گے تو اس میں investigate ہو جائے گا کہ اصلی بات کیا ہے پھر اس کے بعد جو رپورٹ آئے گی اس پر بحث کرلیں اور یہ جو مسئلہ انہوں نے اٹھایا ہے یہ بھی دیکھ لیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔جناب والا! اس میں بڑے لوگ بھی involve ہیں اور دیگر ممالک کی جو کمپنیاں ہیں وہ بھی involve ہیں۔

Mr. Chairman: Then the House agrees to refer this to the Committee?

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب چیئرمین انہوں نے جس positive approach کے ساتھ اس طرف توجہ دی میں ان کا مشکور ہوں اور یہ بالکل بجا ہے کہ پہلے اس کو انوائرنمنٹ کمیٹی کی طرف ریفر کیا جائے وہاں انویسٹیگیشن ہو جائے گی اور اس کے بعد کسی موشن کے ذریعے اگر

ضرورت محسوس ہو گی تو بحث کر لیں گے

Mr. Chairman: So as an adjournment motion it is not admissible for the reason which Iqbal Haider has given but with the consent of the House it is referred to the Environmental Committee for investigation and then we will see it. Next is adjournment motion No. 49, Dr. Rehan Sahib.

iii) RE: ALLEGED TAX AMOUNTING TO RS. 80 MILLIONS BY SOME COMPANIES

Dr. Muhammad Rehan: It is again the same national English daily 'Frontier Post', which has published in its issue from Peshawar on 18th April, 1994, that the National Exchequer was deprived of about Rs. 80 millions by some tax dodging companies on account of the criminal negligence of the Customs authorities or perhaps in active collusion with them. Sir, this is also qualified in all respects.

جناب چیئرمین۔ اس میں آپ نے کوئی نام نہیں پڑھا۔ vague سی بات کی ہے فرمائیے آپ اپوز کر رہے ہیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ میں اس کو اپوز کرتا ہوں۔ انہوں نے اگر اس پر کوئی بات کرنی ہے تو کریں۔

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر محمد ریحان۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب والا! اخبار میں خبر چھپی ہے اور اس کے ساتھ باقاعدہ حوالے دیئے گئے ہیں کہ ایک کمپنی تھی جو لاہور میں شیخوپورہ روڈ پر ہے اس کو لائسنس مل گیا اور اس نے باہر سے ٹائل مینوفیکچرنگ یونٹ تقریباً چھ کروڑ روپے کی مالیت کا امپورٹ کیا اور اس کے ساتھ شرائط تھیں کہ یہ پہلے سال میں تقریباً ۷۰ فی صد اپنی پروڈکشن باہر ایکسپورٹ کرے گی اور دوسرے سال میں پچاس فیصد۔ لیکن اس کے بعد اس فرم نے کچھ بھی اس طرف پیش قدمی

نہیں کی جناب والا! اس سے قومی خزانے کو بڑا نقصان ہوا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جو قومی زیاں ہوا ہے اس کا نوٹس لیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب چیئرمین! جہاں تک خبر کا تعلق ہے اس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ خبر تو اس نے چھاپی ہے لیکن اس نے مجموعی طور پر اس کو دیکھا نہیں ہے مجرمانہ غفلت کا اس پہ الزام لگایا گیا ہے تو میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تقریباً پانچ ایسی فرمیں تھیں جو evasion of tax میں ملوث تھیں اور باقاعدہ ڈائریکٹر جنرل انسپکشن نے جب ان کو چیک کیا' اس کی تاریخیں بھی میں آپ کو دینا چاہتا ہوں' اس نے یہ نوٹ کیا پہلے یہ میسرز ایم کو انڈسٹریز لمیٹڈ کی بات ہے۔جس نے 3.12 کروڑ evasion کی یعنی تین کروڑ اور بارہ لاکھ روپے کی رقم بنتی ہے جو evasion کے ضمن میں آتی تھی یہ ڈائریکٹر جنرل انسپکشن نے ۱۹۹۴ء-۲-۲۸ کو detect کیا اور ۱۹۹۴ء-۳-۲۹ کو باقاعدہ کلکٹر کے پاس اس کا کیس بنا کر بھیجا۔ اب یہ زیر سماعت ہے اور دوسرا میسرز اے ایم ٹریڈنگ کمپنی تھی جس نے قریباً ۱۲ لاکھ روپے کی tax evasion کی تھی اور اس کی بھی باقاعدہ طور پر detection ہوئی قریباً ۶ دسمبر کو اور پھر اس کے بعد ۲۶ دسمبر کو انہوں نے باقاعدہ اس کو ٹرائل کے لئے کلکٹر کے پاس بھیجا۔ پھر تیسرے تھے میسرز ایس اے انٹرنیشنل اور اس کے بارے میں یہ تھا کہ ایک کروڑ سولہ لاکھ روپے کی evasion تھی جو قریباً ۶ دسمبر ۱۹۹۳ء کو ڈی جی انسپکشن نے چیک کیا اور اس کے بعد ۲۶ دسمبر ۱۹۹۳ء کو باقاعدہ طور پر اس کیس کو بنا کے کلیکٹر کے پاس بھیجا۔ اس کے بعد دو فرمیں ہیں جو ایک ہی نام سے ہیں اور ایک بورڈ اینڈ پیپر پروڈکشن ایک فلاتنگ پیپر انڈسٹریز لمیٹڈ ہے۔ تو اس کے بارے میں بھی یہ ہے کہ ۱۹۹۳-۱۲-۱۸ کو فلاتنگ بورڈ والی فرم کے بارے میں ڈائریکٹر جنرل نے انسپکشن کی تو یہ پایا کہ وہاں پہ قریباً ایک میں بانوے لاکھ اور دوسرے میں دو کروڑ اور پانچ لاکھ tax evasion ہوئی ہے۔ اس کے بعد باقاعدہ اس نے ۲۰ دسمبر کو رپورٹ کی اور اب یہ کلکٹر کے پاس ہے۔ اس طریقہ کار سے یہ بالکل واضح ہے کہ حکومت کے یہ علم میں ہے اور یہ زیر سماعت ہے۔ یقیناً یہ کوئی مجرمانہ غفلت نہیں ہے بلکہ اب چونکہ زیر سماعت ہے اب انشاء اللہ یقیناً جنہوں نے evade کیا ہے ان سے ٹیکس recover ہو گا۔

جناب چیئرمین - شکریہ So, in the light of the ststement, do you want to press it ?

ڈاکٹر محمد ریحان - وزیر صاحب نے تفصیل سے بات تو جانی کہ ڈائریکٹر جنرل انسپکشن نے اس کی انکوائری کی اور انہوں نے یہ violation کی - وزیر صاحب یہ کہتے ہیں کہ نہیں جی یہ مجرمانہ غفلت نہیں تھی - تو پھر کیا یہ غیر مجرمانہ غفلت تھی؟

جناب چیئرمین - نہیں نہیں سوال تو یہ ہے کہ یہ پکڑی گئی ہیں investigate ہو رہا ہے، کیس عدالت میں جائے گا پھر یہ ایک incidence نہیں ہے یہ پانچ مختلف کمپنیاں ہیں۔ تو ان کا یہ فرمانا ہے کہ آپ نے جو نشاندہی کی اس میں کارروائی ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان - میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ ٹیکس کے خلاف تو detection ہو گئی - لیکن وہ افسران جنہوں نے چشم پوشی اختیار کی تھی ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟

جناب چیئرمین - وہ تو علیحدہ بات ہے اس وقت یہ سوال ہے کہ آپ نے ایک چیز کی نشاندہی کی گورنمنٹ کی جانب سے یہ کہا جا رہا ہے کہ we are aware of it ہم investigate کر رہے ہیں عدالت میں بھی بھیجیں گے and it is under process. So, in the light of the statement آپ اس کو مہربانی کر کے پریس نہ کریں۔

ڈاکٹر محمد ریحان - ٹھیک ہے جی میں پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین - شکریہ So, in the light of the statement of the honourable Minister it is not pressed.

سید اقبال حیدر - ایڈجرنمنٹ موشن کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین - ٹھیک ہے جی، ٹائم ختم ہو چکا ہے - ایڈجرنمنٹ موشن کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

Next, Bills to be itroduced مولانا سمیع الحق صاحب - جی جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب ۔ سینٹ کا ایک معمول رہا ہے کہ ہم جمعرات کو چھٹی کرتے ہیں ۔ شام کو اجلاس نہیں ہوتا ۔ جمعہ اور ہفتہ کو تعطیل ہوتی ہے ۔ تو جہاں تک بلوچستان کے سینٹروں کا تعلق ہے ۔وہ جمعرات کو اجلاس میں شرکت کرنے کے بعد شام کی فلائٹ میں جو پہلے ۱۰۔ ۲ کو جاتی تھی اب ۲۵۔ ۱ کو ہے ۔بہر حال وہ اجلاس میں حاضری لگا کر چلے جاتے ہیں کسی طریقے سے کوئٹہ کے لئے ہفتہ کے دن فلائٹ ہے لیکن اتوار کے دن وہاں سے کوئی فلائٹ نہیں ہے کوئٹہ سے اسلام آباد کے لیے ۔ اب اتوار کے دن جب ہم اجلاس کے لئے حاضر ہوتے ہیں تو ہمیں پہلے لاہور جانا پڑتا ہے لاہور سے اسلام آباد ۔ جب اتوار کے دن فلائٹ نہیں ہے تو پہلے ہمیں کوئٹہ سے لاہور آنا پڑتا ہے اور ہمیں کوئٹہ سے لاہور تک کے لیے اور لاہور سے اسلام آباد تک کے لئے۔۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین ۔ یہ تبدیلی اب ہوئی ہے یا پہلے بھی ایسے تھا ۔

حافظ حسین احمد ۔ نہیں جناب اب ہوئی ہے ۔ اب یہ ہے کہ ۲۳۶۵ روپے میں ایک رکن کوئٹہ سے اسلام آباد پہنچتا ہے ۔ اس سے پہلے یہ تھا کہ ہفتہ کے دن لاہور کی فلائٹ تھی اتوار کے دن کوئٹہ اور اسلام آباد کی فلائٹ تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی ممبران ہیں وہاں کے ان کے لیے ایک اہم مسئلہ ہے ہمارے لیے انتہائی مشکل ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ میرے خیال میں جب متعلقہ وزیر صاحب آجائیں گے تو ان سے بات کر لیں گے ۔ جی وہ جو منسٹر ہیں ڈیفنس کے ؛ ان سے متعلق ہے ڈاکٹر عبدالحئی صاحب آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر تھا جی ۔

ڈاکٹر عبدالحئی ۔ جناب چیئرمین صاحب، میری التجا ہے آپ سے اور اس ایوان سے کہ میں نے سیلاب کے سلسلے میں ایک کال اٹینشن نوٹس دیا تھا جی بلوچستان اور سندھ کا بہت سا علاقہ متاثر ہوا ہے یہ مسئلہ عوامی نوعیت کا ہے جی اگر آپ اس کو دیکھ لیں جی؟

جناب چیئرمین ۔ اس کو پراسیس کریں گے تو اس کو دیکھ لیں گے جی؛

ڈاکٹر عبدالحئی ۔ اور ایک کال اٹینشن نوٹس آج ہے اس کے لیے آپ وقت عنایت فرمائیں گے جی۔

جناب چیئرمین ۔ آج نہیں ہے میرے خیال میں ۔

ڈاکٹر عبدالحئی ۔ جناب آج ہے افغان مہاجرین کے متعلق ہے ان کی لیگل انٹری کے بارے میں ہے اس کے بارے میں کچھ وقت عنایت فرمائیں یہ ہمارے لیے بہت اہم مسئلہ ہے جی ۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی دیکھتے ہیں جی اس کو جی جناب فضل آغا صاحب ۔

سید محمد فضل آغا ۔ شکریہ جناب یہ جو حافظ صاحب نے پوائنٹ اٹھایا ہے یہ بہت اہم ہے اور چونکہ اتنے منسٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں اب ہمیں تو پتا نہیں کہ کون صاحب کس منسٹری کے ہیں بابر صاحب بھی ہیں حیدر صاحب بھی ہیں ڈاکٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں جن کے پاس ہر وقت ہر مرض کی دوا موجود ہوتی ہے؟ اور یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے جی۔

جناب چیئرمین ۔ میرے خیال میں انہوں نے سن لیا ہے یقیناً کچھ نہ کچھ کریں گے جی لیکن متعلقہ وزیر تو وہ ہی ہیں ناں میرانی صاحب ۔ تو بہر حال اقبال حیدر صاحب بھی ضرور ان تک یہ بات پہنچا دیں گے جی کہ یہ مسئلہ ہے ۔ جی جناب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ جی میں تائید کرتا ہوں حافظ صاحب کی ۔

جناب چیئرمین ۔ جی بالکل ٹھیک ہے جی ۔ تائید کرتے ہیں لیکن تفریق نہیں کرتے قاضی اور حافظ میں ؟ جی جناب مولانا سمیع الحق صاحب ۔

مولانا سمیع الحق ۔ جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان اور مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ میں مزید ترمیم کرنے کا بل یعنی قانون فوجداری ترمیمی بل ۱۹۹۴ پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

BILL FURTHER TO AMEND THE PAKISTAN PENAL CODE AND THE CODE OF CRIMINAL PROCEDURE 1898.

Mr. Chairman: It has been moved by Maulana Sami-ul-Haq that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code and the Code of Criminal Procedure, 1898.

Syed Iqbal Haider: I would request the honourable Member either to withdraw the Bill or at least read the whole Section 298A that adequate provision in law already exisits in the Pakistan Penal Code for achieving the objective which is desired by the....

جناب چیئرمین ۔ مختصراً مولانا صاحب ذرا بتا دیں اس میں کیا چیز ہے؟

مولانا سمیع الحق ۔ جناب چیئرمین! میں بڑے خلوص سے تمام ایوان سے خواہ اپوزیشن کے ہوں یا حکومت کے ہوں ان سے بڑے مؤدبانہ انداز سے گزارش کروں گا پہلے میرے بل کا جو خلاصہ ہے دو منٹ میں وہ سن لیں۔ ہمارے ہاں بدقسمتی سے ایک تاثر یہ پیدا ہوا ہے کہ جب بھی کوئی قرآن و سنت یا اسلام کی بات آتی ہے تو عمومی فضا بدقسمتی سے ایسی بن گئی ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ شاید انتہا پسندی ، دہشت گردی اور فرقہ واریت کی بات کر رہے ہیں ، کوئی بہت بڑی مصیبت ہم پر یہ نازل کر رہے ہیں ۔ ہمیں ایک ایوان بالا کے معزز ارکان کی حیثیت سے خواہ حکومت سے تعلق ہو خواہ اپوزیشن سے ، اگر کوئی بیماری ہے ، اگر کوئی آفت معاشرے کو لپیٹ میں لے چکی ہے اور اگر ہم پریشانی اور بحرانوں میں آئے دن ان کے ہاتھوں مبتلا ہوتے ہیں تو یہاں ایک ڈاکٹر اور حکیم کی طرح ہمیں اس کا علاج سوچنا چاہئیے اور اصلاح کی کوشش کرنی چاہئیے۔ یہ نہیں کہ کوئی اگر اس کے اصلاح کا بھی سوچے ، ڈاکٹر نسخہ لکھتا ہے مریض چیختا چلاتا ہے کہ شاید یہ مجھے مارنا چاہتا ہے ۔ مریض تو مرض میں مبتلا ہے اور وہ بیچارہ تڑپ رہا ہے، وہ تو چیخے گا۔ بھئی ڈاکٹر کا فرض ہے کہ علاج سوچے ، تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ملک میں بدقسمتی سے فرقہ واریت ہے اور اس کی وجہ سے امن و امان تباہ ہو رہا ہے اور ایک اسلامی مضبوط پاکستان جس قومی یک جہتی کا متقاضی ہے وہ بدقسمتی سے ناپید ہے اور آئے دن شہروں میں فسادات بھی ہو رہے ہیں اور امن و امان کی صورتحال بھی خراب ہو رہی ہے ۔ اس کے انسداد اور تدارک کے لئے ، فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے اورمستقل امن قائم کرنے کے لئے ہمیں ایک فارمولا آگے لانا چاہئیے کہ تمام مکاتب فکر ایک دوسرے کا مکمل احترام کریں اور ایک دوسرے کے بزرگوں کو عظمت اور تقدس کی نگاہ سے دیکھیں ۔ میں اس بل کے ذریعے سے چاہتا ہوں کہ ملک میں تمام شہریوں کے جو بزرگ ہیں ، جو لیڈر ہیں ، جو صاحب اقتدار ہیں ان کو

تحفظ دیا جائے اور کوئی بھی کسی بزرگ کے بارے میں گستاخی کی بات نہ کر سکے ، توہین نہ کر سکے ۔ اسی سے فرقہ واریت ختم ہو گی ۔ صحابہ کرام اور اہلبیت، اولاد رسول ، ازواج مطہرات، یہ سب ہمارے لئے ایک ہی طرح واجب لا حترام اور ان کی عظمت اور ناموس ایمان کا تقاضا ہے ۔ اس ملک میں مختلف مکاتب فکر رہتے ہیں ۔ ان سب کو میں چاہتا ہوں پابند کیا جائے کہ کوئی کسی بزرگ کو گالی نہیں دے گا، کوئی کسی بزرگ کی شان میں گستاخی نہیں کرے گا ۔ قرآن نے صحابہ کرام ، اہلبیت کی عظمت اور تقدس اور عدالت بیان کی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی کسی کو گالی نہ دے ۔ قطع نظر کہ یہ اسلامی بات ہے ۔ یورپ میں بھی کوئی برداشت نہیں کرتا ، امریکہ میں بھی، کمیونسٹ ممالک میں بھی کہ ملک کے کچھ شہری کسی کے بزرگوں کو گالی دیں اور کچھ شہری ان کے بزرگوں کو گالی دیں ۔ اگر ہم ایک بل پیش کرتے ہیں کہ چوری نہ ہو ، زنا نہ ہو ، لوٹ کھسوٹ نہ ہو ، قتل و غارت گری نہ ہو ، آپ کہیں گے کہ یہ تو بڑی اچھی بات کرتا ہے ۔ اگر ایک شخص کہتا ہے کہ کوئی اس ملک میں گالی گلوچ نہ کرے، توہین اور گستاخانہ اقدامات نہ کرے۔تو یہ اس ملک کے اصلاح کی بات ہے۔ اس بل کے ذریعے میں چاہتا ہوں کہ صحابہ اکرام ، اہلبیت عظام ، اولاد رسول ، ازواج مطہرات کی گستاخی کا راستہ بند کیا جائے کیونکہ اگر کوئی گستاخی کرتا ہے تو میں چارہ جوئی کا قانونی راستہ نہیں پاتا ہوں ۔ میں پھر بندوق اٹھاتا ہوں، میرے ایمان کے عقیدے کا تقاضا ہوتا ہے ۔ دوسرا میرے بزرگوں کے بارے میں گالی دیتا ہے میں ان کے بزرگوں کا حاشا و کلا خدانخواستہ کوئی گستاخی کروں ، وہ مجبور ہو تا ہے اس فساد اور انتقام پر ، اگر قانونی چارہ جوئی کا دروازہ کھلا ہو گا تو قانون بزرگوں کو تحفظ دے گا۔ میں عدالت میں جاؤں گا، میں پولیس کو کہوں گا کہ اس کو روکو، ہر برائی کا علاج کوئی خود نہیں کرتا، حکومت ہی معاشرے کی اصلاح کے لئے آگے آتی ہے ۔ ان کی پولیس، ان کی وزارت داخلہ ، ان کی ایجنسیاں برائیوں کو روکتی ہیں ۔ اس کے لئے ان کے پاس قانونی راستے ہوتے ہیں ۔ تو میں اس بل کے ذریعے ، خدا کی قسم فرقہ واریت کا ہی خاتمہ چاہتا ہوں۔ ان بزرگوں کو تقدس دو۔ اللہ نے کہا ہے کہ یہ جو گزر گئے ان کو چھوڑ دو ان کے معاملات اللہ کے سپرد کر دو ۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہے اللہ کے سامنے ہے ۔ اب ہم چودہ سو سال سے ایک دوسرے کے بزرگوں پر طنز و تشنیع کریں اور اعتراضات کریں ، اس کا نتیجہ یہی فرقہ واریت ہوتی ہے ، بازار میں فسادات ہوتے ہیں ۔ کوئی بازار میں کسی بزرگ کو گالی نہ دے ۔ اس میں شیعہ

سنی کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ جتنے بھی ہمارے مقدس بزرگ ہیں ہمارے اماٹے ہیں ہماری تاریخ کی بنیاد ہیں قرآن میں ان کی عدالت سینکڑوں جگہ بیان کی گئی ہے اھل بیت کی اور صحابہ کرام کی اگر اس کو ہم تحفظ دے دیں تو انشاء اللہ اس ملک میں پورا امن و امان قائم ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جی جناب گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی۔ پہلے میں نے مشورہ دیا تھا آپ نے خود بھی اپنے اسٹاف کو direction دی تھی کہ جب بھی کوئی بل move ہو تو اصل بل کے ساتھ ساتھ جو ترامیم ہیں وہ بھی move کی جائیں میرے خیال میں اب تک تو اس میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ یہ آپ کو بھی یاد ہے کہ تین چار مرتبہ آپ نے خود سینٹ اسٹاف کو کہا۔ ہمیں تو جناب سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اصل بل کیا ہے اور ساتھ ساتھ جو ترامیم ہیں وہ کیا ہیں۔ اس کے لئے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ ٹھیک ہے شاہد صاحب اس کو ذرا آپ بھی دیکھیں کئی مرتبہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں لیکن یہ واقعی اعتراض والی بات ہے؟ جی ڈاکٹر صاحب آپ کچھ فرمائیں گے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ نہیں جناب میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب چیئرمین۔ جی فرمایئے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ ایک بات تو گچکی صاحب نے کر دی ہے کہ کاپی یہاں پہلے ہونی چاہیئے تھی قاعدہ 83 پڑھیں Sub rule (1) یہ ہے کہ a brief explanatory --------- statement

جناب چیئرمین۔ جی وہ تو انہوں نے کردی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ بریف تو نہیں لگا ہمیں وہ جی۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا تھا کہ یہ بریف ہے لانگ نہیں۔

Mr. Chairman: Yes, Iqbal Haider, you want to say something in response to the brief statement of the Senator?

Syed Iqbal Haider: Sir, I would just briefly say that our government is determined to protect the religious places, beliefs and sentiments of all sections of public and all sects of Muslims as well as of minority. Unfortunate reality is that the larger is the number of laws, the greater is the sectarian polarization which we have seen in the decade of 80s. The largest number of sections and laws which were enacted during the tenure of 80s have given rise to a massive sectarian hatred, polarization and bias. The laws already exist on the statue book and let me read only briefly section 298(a) which was also incorporated in Pakistan Penal Code in the year 1980 through an Ordinance that :

"whoever by words either spoken or written or by visible representation, or by any imputation *innuendo* or insinuation directly or indirectly denies the sacred name of any wife (Umm-ul-Mumineen) or members of the family of Ahlebait of the Holy Prophet (PBUH) or any of the righteous Caliphs, Khulfa-e-Rashideen or companian (Sahaba) of the Holy Prophet (PBUH) shall be punished with the imprisonment of either description for a term which may extend to three years or with fine or with both."

This is already an offence and that is a sufficient offence and there are several other provisions which have been made in the law. Therefore, there is no need to legislate further and there is no need for this Bill to be considered or passed. It should be opposed and rejected.

مولانا سمیع الحق۔ وزیر قانون صاحب حوالہ تو دے رہے ہیں وہ توہین رسالت کا مسئلہ ہے اُس میں ناموس صحابہ و اہل بیت کا کوئی تحفظ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ بہر حال آپ کو موقع دے دیا گیا ہے۔

Now, I will put this motion before the House. Does the honourable Senator

جی جناب پروفیسر خورشید صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین ۔جی جناب خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب چیئرمین وزیر قانون کی طرف سے جو پڑھا گیا اگر مولانا صاحب یہ بتا دیں کہ اس میں کونسی خامی ہے جس سے ہمارے صحابہ کرام خواہ وہ ہماری امہات ہیں ان میں کونسی سی کمی رہ جاتی ہے جس پر آپ نے یہ ترمیم پیش کی ہے۔ ہمارے خیال میں تو اس میں ایسی کوئی کمی نہیں یہ مکمل ہے۔ اگر وہ بتا دیں تو ہم ووٹ دے سکیں گے ورنہ ہم اندھیرے میں رہ جائیں گے۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب مولانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس انداز میں مولانا نے بل کا تعارف کرایا ہے اور شاہ صاحب نے، اقبال حیدر صاحب نے جواب دیا ہے کہ دونوں طرف سے احترام عزت اور وقار کی بات ہے اگر آپ اس کو مسترد کرتے ہو، اور یہاں پر ہاؤس میں آتا ہے تو اس کا برا اثر پڑتا ہے ۔ اس کی کوئی ایسی صورت نکالی جائے کہ بل کو بہتر شکل میں بنانے کے لئے موقع دے دیا جائے کیونکہ ایک پہلو جو ہے وزیر قانون صاحب نے بھی سامنے رکھا ہے قانون سازی امانت و دیانت اور ثقاہت میں خاص طور پر یا کتاب و سنت کی بات آئی ہے کتاب و سنت ہم تک پہنچانے کے لئے اس کے ایک ایک لفظ کی امانت و دیانت اور ثقاہت اس کو قائم کرنے کے لئے ذریعہ ہمارے لئے صحابہ اہل بیت اور امہات المومنین رضی اللہ عنہم ہیں اسی لئے حضور نے فرمایا تھا کہ (خیر القرون قرنی، ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم) اس کے بعد صحابہ کرام ہیں (عربی) پھر اس کے بعد تابعین اورتبع تابعین ہیں یہ قانونی پوزیشن ہے اس لحاظ سے بجائے اس کے کہ مخالفانہ پروپیگنڈا ہو آپ کو اس کو بہتر شکل میں بنانے کے لئے ایوان کو موقع دینا چاہیئے تا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحم اللہ علیہ، تبع تابعین رحم اللہ علیہ، اہل

بیت رضی اللہ عنہم اور امہات المومنین رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبہ کا تحفظ لازمی ہے، اسی نکتہ کو سامنے رکھا جائے۔

جناب چیئرمین۔ اس کے لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ مولانا صاحب اس کو واپس لے لیں اور پھر مشورہ کر کے دوبارہ لے آئیں لیکن فی الحال تو میرے سامنے ایک ہی راستہ ہے ---

پروفیسر خورشید احمد۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بڑا نازک مسئلہ ہے محض قانونی بات نہیں ہے قوم کے جذبات کا معاملہ بھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مقصد غالباً مشترک ہے تو اس پہلو سے ایسا راستہ اختیار کیجئے -------

جناب چیئرمین۔ راستہ مجھے بتائیں ایک ہی راستہ ہے کہ مولانا صاحب اس کو واپس لے لیں واپس لے کر مشورہ کر کے اس کو دوبارہ لے آئیں۔ ----(مداخلت)------

مولانا سمیع الحق۔ یہی راستہ ہے کہ ہم کمیٹی کو ڈیفر کریں ہم آپس میں مل بیٹھ کر اس کو طے کرتے ہیں۔ بل کوئی واپس نہیں لیتا اس کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنانے کے لئے سٹینڈ نگ کمیٹی میں بھیجا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین۔ مولانا صاحب رولز کے مطابق جب آپ بل موو کرتے ہیں تو آپ کو موقع دیا جاتا ہے کہ آپ مختصر بیان دے دیں کہ یہ کیا بل ہے اس کے بعد مجھے ہاؤس کے سامنے پٹ کرنا ہوتا ہے کہ وہ آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ نہیں دیتے۔ اس میں ایک راستہ یہ ہو سکتا ہے کہ فی الحال آپ اس کو واپس لے لیں پھر مشورہ کر کے پھر لے آئیں۔

مولانا سمیع الحق۔ نہیں وہ تو حضرت کبھی نہیں کروں گا۔ آپ کے سامنے راستہ ہے کہ آپ اس کو بہتر سے بہتر بنانے ----------

جناب چیئرمین۔ تو میں اس کو ہاؤس میں پٹ کر دیتا ہوں جو ہاؤس فیصلہ کرے۔

حافظ حسین احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد - جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ جہاں تک محترم اہل

خٹک صاحب نے کہا ہے اس میں یہ ہے کہ یہ جو سزا ہے اس کے باوجود بھی جرم کا ارتکاب ہو رہا ہے اور اس میں جو تین سال کی سزا ہے وہ انتہائی کم ہے اور ہمارے معزز رکن کا کہنا ہے ان کی جو منشا ہے جہاں تک میں سمجھا ہوں کہ اس میں سزا اتنی ہو تاکہ کوئی جرم کا ارتکاب نہ کر سکے چاہے وہ اہل بیت ہوں، حضرت عائشہ صدیقہ ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں، جتنے بھی ہیں، اب جس طرح ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اقبال حیدر صاحب ہیں ان کا اہل تشیع سے تعلق ہے، ڈاکٹر شیر افگن ہیں وہ سنی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ پورے ہاؤس میں ہی نہیں پورے ملک میں یہی صورتحال ہے۔ ایک دوسرے کا جب تک احترام نہ کیا جائے اس وقت تک یہ نہیں ہو گا۔ تو میں گزارش کروں گا کہ یہ جو تین سال کی قید ہے اس کے باوجود بھی جرم کا ارتکاب ہوتا رہا ہے، کتابیں چھپ چکی ہیں، کتابیں تقسیم ہو چکی ہیں، اس کے لئے ایک ایسی سخت سزا ہو تا کہ ----

جناب چیئرمین۔ لیکن اس کے لئے دیکھیں ناں، بات یہ ہے کہ یہ جو بل ہے یہ کافی comprehensive بل ہے، اس کو مجھے ہاؤس کے سامنے رول کے مطابق put کرنا ہے، اب آپ لوگوں نے فیصلہ کرنا ہے کہ آپ اس کو منظور کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ جناب چیئرمین! آپ چاہیں تو آپ سپیشل کمیٹی بنا سکتے ہیں۔ سپیشل کمیٹی کی گنجائش موجود ہے اس میں۔

جناب چیئرمین۔ لیکن جناب کیسے؟ سر میری عرض یہ ہے کہ آپ مجھے رولز کے حوالے سے بتائیں کہ جی آپ ایسا کریں، رول ۸۳ جو ہے مولانا صاحب وہ یہ کہہ رہا ہے کہ

If the motion to introduce the Bill is opposed, the Chairman after permittimg, if he so thinks fit, a brief explanatory statement by the members seeking leave and the the Minister opposing it, may without further debate put the motion to the House.

یہ تو آپ لوگوں نے فیصلہ کرنا ہے ناں، میں نے تو نہیں کرنا ہے ناں، What I have to do is to put it before the House.

پروفیسر خورشید احمد ۔ جناب چیئرمین! آپ کے پاس سپیشل کمیٹی کی provision بھی موجود ہے اور اس سے آپ فائدہ اٹھا سکتے ہیں تا کہ آپ بل کو ڈیفر کر دیں ------

Mr. Chairman: This is a procedure specially for the Private Members Bill. So, I cannot over-ride that procedure.

یہ تو صاف آپ کے سامنے ہے کہ یہ procedure ہے' اس میں یہ ہے کہ آپ اگر آئمں میں فیصلہ کرلیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب آپ سوال put کرنے لگیں تو اس کے بعد جو بھی یہاں point of order اٹھایا گیا ہے وہ نامناسب ہے' وہ قواعد کے خلاف ہے' آپ question put کریں۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ڈاکٹر صاحب اتنی قانونیت اختیار نہ کریں۔ ہم بھی جانتے ہیں قانون کو' اس میں کوئی راستہ نکالیں تا کہ اس کا حل تلاش کیا جا سکے۔ میری نگاہ میں تو آپ اس کے لئے سپیشل کمیٹی بنا سکتے ہیں۔ اس کو ایڈمٹ کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس کے لئے کوئی راستہ نکالنے کے لئے۔۔۔

جناب چیئرمین۔ پروفیسر صاحب دیکھیں ناں یہ ایک procedure دیا ہوا ہے' how without further debate, I have to put it to صاف لکھا ہوا کہ can I violate this Rule 83 leave grant or not to grant, اب آپ فیصلہ کریں' اگر آپ نہیں کرنا چاہتے کہ the House you have to decide.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, there is one submission. The House is supreme.....

Mr. Chairman: So, let the House decide.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Kindly hear me. The submission is that if you are putting this motion, you can put this motion also that let this Bill be referred to a Special Committee.

(Interruption)

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: The House has got full authority, full

power......

Mr. Chiarman: No. Aftab Sahib, is there any motion before me to that effect.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: This is an oral motion to be made.

Mr. Chairman: Oral motion.

پھر مصیبت بن جائے گی۔

Prof. Khurshid Ahmed: Oral motion to refer it to a Special Ccommittee to find out the solution.

جناب چیئرمین۔جی کون سا رول بتائیں۔اگر اس میں کوئی ہے تو بتادیں I don't mind

پروفیسر خورشید احمد ۔ میں بتاتا ہوں جی۔

(وقفہ)

جناب چیئرمین ۔ اس وقت خورشید صاحب کھڑے ہیں ' let him make his point and then اس میں کوئی دیکھ لیں' اگر رولز میں گنجائش ہے تو I am with you ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ جناب چیئرمین! یہ ایک ایسا نازک مسئلہ ہے کہ اس وقت ہاؤس اس پر نہ اس کو ایڈمٹ کرنے کی پوزیشن میں ہے' نہ reject کرنا مناسب ہے۔ تو بہتر یہ ہے کہ ایک سپشیل کمیٹی بنا دی جائے ' جس میں مولانا بھی ہوں' وزیر قانون بھی ہوں------

جناب چیئرمین ۔ لیکن کیسے پروفیسر صاحب؛ کوئی طریقہ بھی تو بتائیں ناں' یعنی please don't ask me to bypass rules because somebody else shall tomorrow ....

پروفیسر خورشید احمد۔ وہ صحیح ہے۔ لیکن کوئی نہ کوئی راستہ نکالا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ وہ بتائیں ناں۔ مجھے بتائیں ناں مولانا صاحب' آپ کے پاس بھی رولز کی کتاب ہے' ان کے پاس بھی ہے' اگر رولز میں کوئی ہے تو پھر مجھے بتائیں۔

قاضی حسین احمد ۔ سٹینڈنگ کمیٹی میں آپ نے بھیج دیا ہے۔ ہر بل آپ ڈیفر

کرتے ہیں۔ میں ایک تجویز پیش کر دوں گا یا اقبال حیدر صاحب پیش کر دیں گے سپیشل کمیٹی کے بارے میں اور ایوان اس کو منظور کر لے گا۔ ہم تو تعاون کرنا چاہتے ہیں آپ کے ساتھ' آپ کو اس مصیبت سے بچانا چاہتے ہیں کہ اس وقت آپ اس کے بارے میں اس پوزیشن میں نہ ہوں ' تعاون چاہتے ہیں آپ کے ساتھ' اگر آپ تعاون نہیں کر نا چاہتے تو آپ کو اختیار ہے' آپ کو کون روک سکتا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی طارق صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

جناب محمد طارق چوہدری۔ جناب چیئرمین! میں مولانا صاحب سے درخواست کرنا چاہ رہا ہوں کہ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ سزا کم ہے۔ کیا آج تک ایسا ہوا ہے کہ کسی بندے کو تین سال پانچ سال پہلے سزا ہو چکی ہو اور اس کے باوجود اس نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہو۔ مسئلہ تو صرف یہ ہے کہ ہمارے پاس قوانین کے ڈھیر پڑے ہیں۔ قوانین ہم بناتے چلے جاتے ہیں اور ان کی implementation کا سرے سے کوئی ہمارے پاس نظام ہے نہیں۔ تو مسئلہ تو یہ ہے کہ اب مولانا نے ہم سب کو مشکل میں ڈال دیا ہے۔ مولانا اس کو واپس لیں جی اور بعد میں پھر دوسروں سے مشورہ کرکے یہ پیش کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی problem نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ کوئی rule ہے پروفیسر صاحب۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: I refer to Rule 180.

جناب چیئرمین۔ میں دیکھتا ہوں جی۔ یہ تو کہتی ہے کہ The Senate may by motion.... Now there is no motion before me.

پروفیسر خورشید احمد۔میں اور آفتاب شیخ صاحب دونوں motion کر رہے ہیں-----

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir we are making a motion......

Mr. Chairman: Prof. Sahib, in legislative matters just pulling a motion out of the hand that I want to move

وہ بھی مناسب نہیں ہے۔ There is no motion before me

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب چیئرمین! کبھی کبھی یہ بھی کرنا پڑتا ہے۔ جو موقع

ہے اس کی مناسبت سے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ----- If the House desires اگر ہاؤس desire کرتا ہے کہ اس کو کمیٹی میں بھیجنا ہے تو وہ ووٹنگ سے کر سکتا ہے۔ اگر وہ کہتا ہے نہیں۔ تو ہو سکتا ہے۔ it is up to the House now

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Now, since we have pointed out by motion that there is a specific provision there......

Mr. Chairman: There is no motion before me to refer to the Special Committee and I can not accept an oral motion at this stage.

Prof. Khurshid Ahmed : By an amendment.

جناب چیئرمین۔ یہ اگر اس طرح procedure ہوا تو میرے لیئے ناممکن ہو جائے گا کہ میں کوئی بھی چیز rules کے مطابق چلاؤں۔

پروفیسر خورشید احمد۔آپ کی جو پوزیشن ہے-----

جناب چیئرمین۔ sorry آپ کوئی اور دیکھ لیں۔ میں اور ٹائم دیتا ہوں آپ کو-----

پروفیسر خورشید احمد۔ مجھے تو آپ سے ہمدردی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ اس مسئلے کی نوعیت کو بھی سامنے رکھ لیں---

جناب چیئرمین۔ نہ جی' اس لیے میں نے آپ کو اتنا وقت دیا کیونکہ آپ سمجھتے ہیں یہ مسئلہ۔ کوئی طریقہ نکالیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین - آپ اس طرح کریں ناں you can vote in favour of Maulana Sahib.

پروفیسر خورشید احمد۔ وہ تو ہم کریں گے۔ لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ Senate میں ڈویژن ہو اس مسئلے پر۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, since there is an oral motion, my submission is that kindly place it before the House.

Mr. Chairman: Oral motion in legislative matters I do not accept unless

کوئی بہت ہی unusual چیز ہو۔

اگر concensus ہو on a motion تو fine, no objection,but there is no concensus then I must have the motion before me. It should be put before the House ...

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: This is an absolutely unusual situation.

مولانا سمیع الحق۔ جناب چیئرمین صاحب، اس کا تعلق دونوں سائیڈوں میں جو حضرات اراکین ہیں ان کے ایمان اور عقیدے سے ہے۔

جناب چیئرمین۔ صحیح ہے۔

مولانا سمیع الحق ۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ سینٹ پر اور ان معزز ارکان کے منہ پر کالک -- ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے منہ پر یہ کالک نہ لگے کہ ہم نے یہ مسترد کر دیا۔ ہم سب کی اسی میں عزت ہے۔

Mr. Chairman: So, I put the motion before the House. It has been move by Maulana Samiul Haq seeking leave to introduce a Bill further to amend The Pakistan Penal Code and The Court of Criminal Procedure 1898, The Criminal Law (Amendment) Bill, 1994. All those in favour of grant of leave may say... Aye.

پروفیسر صاحب نہیں ہو سکتا۔ اس طرح نہیں ہو سکتا۔ we discuss it further نہیں ہو سکتا

اس طرح The leave is refused

[The motion was negatived]

مولانا سمیع الحق۔ اس سائیڈ پہ بات کچھ نہیں ہیں۔ اور آپ کے سامنے قانون کا ایک راستہ انہوں نے دکھا بھی دیا ہے معزز ارکان نے۔ آپ خواہ مخواہ سینٹ کا منہ کالا کر رہے ہیں

اور سارے ارکان کا۔ (مداخلت)

مولانا سمیع الحق۔ آپ خود توہین کر چکے ہیں۔ اگر ایسا فیصلہ ہے آپ کا تو میں اس ایوان سے بائیکاٹ کروں گا۔ میں اس سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔ ہم ایک راستہ نکالنا چاہتے ہیں جس سے سب کا دین، ایمان، عقیدہ محفوظ ہو۔

جناب چیئرمین۔ یہ فیصلہ ایوان نے کیا ہے، آپ لوگوں نے کیا ہے ، آپ لوگوں کی مرضی۔ آپ لوگوں کی مرضی جو فیصلہ کریں۔

مولانا سمیع الحق۔ اس پر آپ صحیح ڈویژن کریں۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جو اس گرانٹ کے حق میں ہیں کھڑے ہو جائیں یعنی کہ اس leave grant کے حق میں ہیں کہ آپ کو اجازت دی جائے۔ یعنی جو اس حق میں ہے کہ آپ کو بل پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ وہ کھڑے ہو جائیں اور جو اس کے خلاف ہیں کہ اس کی اجازت نہ دی جائے۔

مولانا سمیع الحق۔ کیوں اپنا دین اور ایمان خراب کر رہے ہو، ہم آپ کا دین اور ایمان بچانا چاہتے ہیں۔ کیوں اقبال حیدر کے پیچھے جا رہے ہو۔ وہ تو جہنم میں لے جا رہا ہے آپ کو، وہ اقبال حیدر آپ کو سیدھا جہنم کے بیچ میں پہنچا دے گا۔ وہ توہین رسالت کے بل کے پیچھے لگا ہوا ہے کہ توہین رسالت کا بل ختم ہو ۔ میں احسان الحق پراچہ جیسے مسلمان آدمی سے یہ توقع رکھوں کہ وہ آپ کو جہنم لے جائے تو آپ اس کے پیچھے جائیں گے ۔ یہ پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین۔ جناب اقبال حیدر صاحب no shouting so the leave has been refused by the house .Next item no 4 Fazal Agha .

فضل آغا صاحب کے موشن پر کون تقریر کر رہا تھا ۔ آئٹم نمبر ۴۔ اس پر آپ نے بولنا ہے ۔ آپ کے پاس لسٹ ہے۔

مولانا سمیع الحق ۔ میں واک آوٹ کرتا ایمان کا تقاضا سمجھتا ہوں ۔ آپ نوٹ کرلیں۔

(مولانا سمیع الحق صاحب واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین۔ میرے پاس لسٹ جو ہے ۔ میں اس کے مطابق نام پکاروں گا آپ بھی بولنا چاہیں گے اس پر ۔ آپ کا نام ہے جی لیکن تھوڑا دور ہے ۔ let me control that جی جناب سیف اللہ خاں پراچہ صاحب ۔ منظور احمد گچکی صاحب ۔ سیف اللہ صاحب حاضر نہیں ہیں ۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جی پہلے مولانا صاحب کو سمجھا دیں کسی کو disturb نہ کریں۔شکریہ جناب والا! ہاؤس in order نہیں ہے ۔ بہت disturbance ہے ۔

جناب چیئرمین۔ جی please سب بیٹھ جائیں ۔ جی جناب فرمائیے۔

FURTHER DISCUSSION ON EDUCATION POLICY

جناب منظور احمد گچکی ۔ شکریہ جناب چیئر مین! یہ موشن (سید فضل آغا صاحب کی) میرے خیال میں موجودہ وقت کی سب سے اہم موشن ہے کیونکہ اس سے نئے آنے والی نسل کے مستقبل کا تعلق ہے اور خاص کر بلوچستان کا ، چونکہ وہاں تعلیم کی percentage بھی کم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔جناب والا! گزشتہ کئی سالوں سے تعلیم پورے ملک کا-----جناب والا! وزیر قانون سے کہہ دیں کہ تھوڑا-----اگر قانون بھی چلاتے ہیں تو۔

جناب چیئرمین ۔ وزیر قانون صاحب آپ بیٹھ جائیں یہ disturb ہوتے ہیں۔جی جناب فرمائیے ۔

جناب منظور احمد گچکی۔ یہ اپنا جب کام نکال لیتے ہیں تو اس کے بعد ایسے ہی کرتے ہیں ۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی اہم موشن ہے اور جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا کہ یہ آنے والی نسل کے مستقبل کا مسئلہ ہے اور گزشتہ کئی سالوں سے ہم نے یہ دیکھا ہے کہ پاکستان کے اندر تعلیم کا جو معیار ہے وہ اس قدر گر گیا ہے کہ شاید آنے والے وقت میں ہمیں اس کے خمیازے سے دو چار ہونا پڑے اور ہم اس کمی کو پورا نہ کر پائیں۔ اگر آپ فیڈرل بجٹ دیکھیں یا صوبائی بجٹ دیکھیں تو وہاں

پر یا تو تعلیم کے لئے 1.8 ہے یا 2.0 کچھ ہے۔ جو میں سمجھتا ہوں بہت ہی کم ہے اور پھر ستم یہ ہے کہ روزانہ ہر آنے والے سال میں ہماری جو quality ہے وہ بھی ختم ہو رہی ہے اور quantity بھی کم سے کم ہوتی جا رہی ہے۔ یعنی پاپولیشن کی ہماری جو ratio ہے، اس کو اگر ہم دیکھیں تو طلبا کی تعداد کم سے کم ہوتی جا رہی ہے۔

جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ انہیں سیکورٹی حاصل نہیں ہے کہ آنے والے وقت میں انہیں ملازمتیں ملیں گی یا نہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم totally غفلت کا شکار ہے اور آپ کو اس پورے سسٹم کو تبدیل کرنا پڑے گا ۔ باہر کی دنیا میں یقیناً ایجوکیشن کا ایک طریقہ کار ہے ۔ یورپ ، امریکہ اور اسی طرح دیگر ممالک ہیں جہاں پر کلرک پیدا نہیں کئے جاتے ہیں ۔ ہمارے ہاں تعلیم کی بنیاد اس پر رکھی گئی تھی کہ colonial powers کو کلرکوں کی ایک فوج مہیا کی جائے ۔ جب ہم آزاد ہو گئے ہیں تو یقیناً اس pattern کو change کرنا چاہئے تھا اور ہمیں اس سسٹم کو اپنی قومی اور ملکی مفادات کے تحت بنانا چاہئے تھا لیکن ابھی تک ہم اسی colonial powers کے دئے ہوئے طریقہ کار پر چل رہے ہیں۔ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ہر آنے والے سال میں ہمارے ہاں ٹیکنیکل لوگوں کی کمی ہو رہی ہے۔ ان تمام fields میں جہاں پر ٹیکنالوجی ہے ، سائنس ہے ، ان میں ہم دیکھ رہے ہیں ، روز بروز ہماری تعداد کم ہو رہی ہے۔ لوگ simply بی اے ، ایم اے کر کے roads پر نکل جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی، ہمارے پاس نوکری نہیں ہے ۔ یقیناً کوئی بھی گورنمنٹ آ جائے ، اس کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے ہیں کہ وہ پورے پاکستان کے ہر پڑھے لکھے شہری کو روزگار مہیا کر سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پورے سسٹم کو ہی change کرنا پڑے گا۔

جناب والا! اس سے پہلے میرے ایک معزز ساتھی نے یہاں یہ بات کہی ہے کہ ہمارا نظام تعلیم جو ہے وہ سیکولر ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سسٹم میں یہی تو خرابی ہے کہ یہ سیکولر ایجوکیشن سسٹم نہیں ہے ۔ اگر ہم ایجوکیشن سسٹم کو scientific سیکولر بناتے تو میں سمجھتا ہوں کہ آج اس کا یہ result نہیں ہوتا ۔جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں ایک طبقاتی نظام تعلیم چل رہا ہے ۔ یعنی دو یا تین اقسام کے سکول ہمارے ہاں ہیں ۔ ایک غریب کے لئے ہے جہاں پر ٹاٹ پر بیٹھ کر طلبا پڑھتے ہیں ۔ پھر بہت ساری ایسی جگہیں ہیں جہاں پر کمرے بھی نہیں ہیں اور ٹاٹ بھی available نہیں ہیں ۔ اس کے مقابلے میں

کانونٹ ہیں ، گرائمر سکول ہیں، یعنی ایک طبقاتی سسٹم ہے ۔ جب تک پاکستان کے اندر اس طبقاتی ایجوکیشن سسٹم کو ختم نہیں کریں گے اور ایک ہی level قائم نہیں کریں گے ، اس وقت تک یہ فرق ایسے ہی رہے گا اور اوپر کی کلاس ہمیشہ dominate کرتی رہے گی اور نچلا طبقہ جو ہے وہ ہمیشہ پستا رہے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک تو اس سیکٹر میں صوبائی حکومتوں کو اور وفاقی حکومت کو اپنے بجٹ کا چار یا پانچ فیصد رکھنا چاہئے۔ دوسرا یہ کہ یہ جو discrimination ہے کہ اردو کے تعلیمی ادارے الگ ہیں اور کہیں انگریزی کے الگ ہیں ، میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ختم کرنا چاہیئے۔ نظام تعلیم کا ایک ہی level رکھنا چاہیئے۔

جناب والا! تیسری بات یہ ہے کہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک پانچ سال کا بچہ جب سکول جانا شروع کرتا ہے تو کتابوں سے اس طرح لدا ہوا ہوتا ہے کہ وہ کبھی کبھی بس یا گاڑی میں چڑھتے وقت گر جاتا ہے۔ ایسا ہم نے خود دیکھا ہے اور میرا خیال ہے اور ہر ایک کو اس کا تجربہ بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ طریقہ کار بھی صحیح نہیں ہے کہ ایک بچہ اپنے گھر میں اپنی مادری زبان بولتا ہے ، سکول میں دوسری زبان میں بولتا ہے اور پھر تیسری زبان بھی بولتا ہے ۔ علاوہ ازیں اس کے نصاب تعلیم میں جغرافیہ ہے ، دینیات ہے ، عربی ہے ، فارسی ہے ، پتہ نہیں اور کیا کیا ہے یعنی بارہ تیرہ مضامین ہوتے ہیں۔ بارہ تیرہ تو اس کے مضامین ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی پانچ سال کے بچے کے لئے اتنے ضروری نہیں ہیں بلکہ پانچ یا چھ سال کے بچے کو تعلیم دینے کے لئیے صرف ایک دو مضامین کی ضرورت ہوتی ہے اور انہی کو بڑھایا جائے اور پھر ایک certain stage پر آ کر اس کا جو ذہنی رجحان ہے اس رجحان کے مطابق اس کو تعلیم دی جائے ۔ یا آپ یہ کہہ لیں کہ پانچویں یا آٹھویں کے بعد اس رجحان کو دیکھ کر اسے اس طرح کی ایجوکیشن دی جائے۔ اس میں یہ ہوگا کہ اس میں وہ ایک قسم کے ایکسپرٹ ہو جاتے ہیں ۔ ہمارے ہاں تو ہر ایک کہتا ہے کہ ہم پی ایچ ڈی کریں گے یا فلاں کریں ۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ باہر اے لیول یا او لیول کے بعد بہت کم لوگ جو وہاں کی کریم ہوتی ہے جو پی ایچ ڈی کرتی ہے اور دوسرے مزید تعلیم کے لیئے جاتے ہیں لیکن او لیول اور اے لیول کے بعد ان کا جو ٹیکنیکل فیلڈ ہے اس میں چلے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس نظام کو مکمل طور پہ تبدیل کرنا پڑے گا ۔ یہ ہماری قومی امنگوں کے مطابق نہیں ہے ۔ شکریہ!

جناب چیئرمین۔ شکریہ فضہ جونیجو صاحبہ۔

محترمہ فضہ جونیجو۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب، جس موضوع پر ہم آج بات کر رہے ہیں وہ ہمارے ملک میں بہت ہی توجہ کا حامل ہے تعلیم وہ شعبہ ہے جس کو حاصل کرکے قومیں ترقی پا گئی ہیں اور جن کے ہاں تعلیم نہیں دیکھا گیا ہے کہ وہ قومیں پستی کی طرف گئیں۔ جناب والا! مجھے یہاں پر یہ بات کہتے ہوئے بڑا افسوس ہورہا ہے کہ ہمارا ملک جو ہے وہ دنیا کے چند ان ملکوں میں سے ہے جن کا لٹریسی روز بروز ریٹ گرتا جا رہا ہے ۔ویسے کہا یہ گیا ہے کہ یہ واحد ملک ہے جس کا لٹریسی ریٹ گرتا جا رہا ہے میں یہ تسلیم نہیں کرتی ہوں ۔ میں یہ کہتی ہوں کہ چند ان ملکوں میں سے ضرور ہوگا جس کا لٹریسی ریٹ گرتا جا رہا ہے ۔ جہاں تک بلوچستان صوبے کا تعلق ہے تو وہاں پر بھی لٹریسی ریٹ بہت کم ہے اورسٹینڈرڈ آف ایجوکیشن بھی کوئی تسلی بخش نہیں ہے ۔ جناب چیئرمین! اس شعبے میں ہمیں خاص توجہ کی ضرورت ہے ہمیں اس کو بہت ہی توجہ کے ساتھ چلانا ہے ۔جتنی توجہ ہم ٹیکنیکل ایجوکیشن اور ہائر ایجوکیشن پر دیتے ہیں اس سے کہیں زیادہ توجہ کی ضرورت ہمیں پرائمری ایجوکیشن کو refine کرنے کے لئے دینی چاہیئے اور اس کو پھیلانے کے لئیے دینی چاہیئے۔

جناب والا! میں اس بات سے اتفاق کرتی ہوں کہ تعلیم ایک صوبائی معاملہ ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ تعلیم کو فروغ دے لیکن ہمارے ہاں ایک حد تعلیم کی وزارت مرکز میں بھی پائی جاتی ہے اور اس کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ کسی حد تک اپنی ذمہ داریاں ادا کرے ۔ اور اس بجٹ میں تو اس وزارت کے لیے ایک خاص رقم بھی رکھی گئی ہے ۔ جناب چیئرمین! میں یہاں پر صوبہ پنجاب کے تعلیمی پروگرام کا ذکر کرنا مناسب سمجھوں گی۔یہ ایک بہت ہی اچھا پروگرام ہے جو انہوں نے اس صوبے کو دیا ہے اس میں پرائمری تعلیم لازمی ہے اس میں جگہ جگہ اسکول کھولے جا رہے ہیں جہاں پر سکول نہیں ہیں وہاں پر یہ کام مساجد سے لیا جا رہا ہے وہاں پر انگریزی پہلی کلاس سے پڑھائی جا رہی ہے اور والدین کو ایک طریقے سے وظیفے کی شکل میں معاوضہ دیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو سکول بھیجیں۔ یہ وظیفہ اس طرح سے ہے کیونکہ رورل علاقوں میں اس طرح سے ہوتا ہے ۔میرا تعلق بھی ایک رورل علاقے سے ہے ۔وہاں پر والدین بچوں کو سکول بھیجنے سے جھجکتے ہیں کیونکہ وہ ان کے ساتھ گھر

کے کام کاج میں participate کرتے ہیں اور ان کا کاشتکاری میں ہاتھ بھی بٹاتے ہیں ۔ تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا financial loss ہوگا اگر ہم بچوں کو سکول بھیج دیں گے ۔ تو یہ وظیفہ ہے یہ Kind of attraction ان کے لیے ہے کہ ان کے پاس یہ بہانہ نہ رہے کہ ہمارا اس میں نقصان ہو رہا ہے اور اس شکل میں بھی اگر کوئی والدین اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیجتے ہیں تو وہاں پہ پنجاب گورنمنٹ ان پہ جرمانہ عائد کرے گی ۔ یہ جو پنجاب کا پروگرام ہے اس کو اتنی publicityنہیں ملی لیکن یہ ایک بہت اچھا پروگرام ہے اور میں موجودہ حکومت پہ زور دوں گی کہ وہ اس شعبے میں اس کا financialحل نکالے اور اس کو مالی مشکلات سے باہر نکالے ۔ کئی جگہ یہ دیکھا گیا ہے کہ سکول ہیں لیکن اساتذہ نہیں ہیں ' کہیں پہ یہ دیکھا گیا ہے کہ بچے درختوں کے نیچے پڑھتے ہیں اور بلڈنگز نہیں ہیں ۔ کئی جگہ پہ بلڈنگز ہیں لیکن بجلی نہیں ہے ۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کئی جگہ بلڈنگ کے اوپر سے وائرنگ جاتی ہے لیکن بچے اندر پڑھ رہے ہوتے ہیں ۔ اور ان کے پاس electricity کا کوئی انتظام نہیں ہوتا ہے ۔ تو بہت سی مشکلات ہیں جن پہ توجہ کی ضرورت ہے ۔ اس کا proper survey کر کے دیکھا جائے اور ان مشکلات پہ قابو پایا جائے۔ یہ بہت ہی توجہ کا حامل ہے۔ جیسے میں نے پہلے کہا کہ ہمارا literacy rate گرتا جارہا ہے ۔ یہ ایک alarmingچیز ہے ۔ اس پہ فوری توجہ دینی چاہئیے ۔ میں تو کہوں گی کہ جتنا خرچ ہم پاپولیشن پلاننگ اور دوسری غیرضروری چیزوں پہ کرتے ہیں اور اگر ہم ادھر سے بچا کر آدھا ہی ادھر لگا دیں تو اس طرح ہمارے دونوں مسئلے حل ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین! یہاں پہ ایک اور چیز کا میں ذکر کرنا چاہتی ہوں۔ جونیجو صاحب کی حکومت میں ایک five point programme دیا تھا۔ اس پروگرام میں ایک پروگرام نئی روشنی سکولز ' ایجوکیشن کا پروگرام تھا۔ اس ایجوکیشن کے پروگرام سے جو کافی اچھا پروگرام تھا اور اس سے تعلیم کی سہولیات کافی میسر ہو گئی تھیں۔ اس سے نہ صرف بچے تعلیم پا رہے تھے بلکہ زیادہ عمر کے بوڑھے لوگ بھی تعلیم حاصل کررہے تھے' جوان بھی' اور ساری عمروں کے لوگ اس سے مستفید ہو رہے تھے۔

جناب چیئرمین! یہ بھی دیکھا گیا تھا کہ جہاں دور دراز علاقوں میں کبھی اخبار نہیں پہنچا تھا وہاں پہ سکول نظر آنے لگے ۔ جہاں پہ کبھی بجلی کی روشنی نہیں پہنچی تھی وہاں پہ

تعلیم کی روشنی نظر آنے لگی۔ یہ ایک رخ ہے۔ دوسرا اس میں مسئلہ بے روز گاری کا تھا وہ بھی کسی طرح سے cover ہو رہا تھا۔ اس میں سولہ، سترہ، اٹھارہ گریڈ کے officials کو روز گار ملا تھا۔ ہزاروں ٹیچرز ان کے ماتحت کام کررہے تھے۔ بدقسمتی سے حکومت کو موقع نہیں ملا کہ وہ اپنی خدمت جاری رکھ سکے۔ میں موجودہ حکومت سے یہ کہوں گی کہ ایک مثبت سکیم اور پروگرام ہمارے سامنے ہے۔ اس کو نافذ کریں ملک گیر لیول پر اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ کیونکہ اس سے قوم کا فائدہ ہے۔ غریب عوام کا فائدہ ہے۔ نہ میں اور نہ ہی آپ میں سے کوئی اس سکیم میں پڑھیں گے وہ غریب عوام کے فائدے کی بات ہے۔ میں حکومت کو یقین دلانا چاہتی ہوں کہ اگر وہ اس سکیم کو implement کرے تو وہ ان کی خدمات میں بھی شمار ہو گی۔

جناب والا! جہاں تک نئی روشنی سکولز سکیم کا تعلق ہے۔ اس میں، میں یہ جتانا چاہتی ہوں کہ بہت ہی محنت کے ساتھ، پراپر سروے کے بعد، اور proper thinking کے بعد یہ سکیم تشکیل دی گئی تھی۔ اس کو صرف حال کو دیکھ کر تشکیل نہیں دیا گیا تھا۔ یہ مستقبل کے لئے بھی سکیم تھی۔ اور میرے خیال میں اگر سکیم کو دیکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو کسی رَدو بدل کی ضرورت نہیں ہے اس کو as it is واپس لایا جائے اور قوم کو اس سے فائدہ دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ جناب محمد ابراہیم خان صاحب۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں اپنے فاضل دوست جناب فضل آغا صاحب کا مشکور ہوں کہ وہ ایک اہم بحث اس ایوان میں لے آئے۔ اس میں جناب کوئی شک نہیں ہے کہ ہماری تعلیمی پالیسی نہایت فرسودہ ہے۔ بنیادی طور پر اس پالیسی کو انگریزوں نے وضع کیا تھا۔ جو آج تک جاری ہے اور انگریزوں نے اس پالیسی کو اپنے مفاد کی خاطر وضع کیا تھا جناب والا! کسی ملک میں بھی تعلیم اپنی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں نہیں دلائی جاتی لیکن ہم اس کو اپنی خوش قسمتی سمجھیں یا بدقسمتی سمجھیں اس میں چند ایک زبانیں ہیں جو علاقائی ہیں پنجابی ہماری ایک اکائی کی زبان ہے ساتھ ہی سندھی ایک زبان ہے۔ساتھ پشتو بھی ہماری ایک زبان ہے اور بلوچی اور یہاں تک کہ بروہی اور

سرائیکی بھی ہماری زبانیں ہیں ایک اور زبان جس کو ہم قومی زبان کہتے ہیں یعنی اردو مگر جہاں ایک اور المیہ ہے کہ اردو سیکھنے کے لئے بھی فارسی اور عربی کا جاننا ضروری بن جاتاہے اس کی ایک مثال میں دیتا ہوں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علامہ اقبال ہمارے شاعرمشرق اور غالب اردو کے شاعر ہیں لیکن ایک واضح مثال میں دینا چاہتا ہوں کہ اب اردو کہتے ہوئے بھی میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ اردو زبان ہے۔مثلاً

آگہی دام شنیدن جس قدرچاہے بچھائے
مدعا عنقا اپنے عالمِ تقریر کا

اس میں سوائے کا کے ، کے کیا اردو کے فروغ کی کوئی بات ہے اس اردو کو جانتے کے لئے بھی فارسی اور عربی سیکھنا ضروری ہے۔

جناب عالی! اس کے علاوہ ایک اور زبان ہے جو ہماری مذہبی ز بان ہے یعنی عربی اور ساتھ ہی ہائر ایجوکیشن کے لئے انگریزی بھی ایک لازمی زبان ہے میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے بچے اتنی ساری زبانوں کا بوجھ اپنے ذہن میں کیسے سما لیتے ہیں کیسے اس کو برداشت کرتے ہیں ۔دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کو جب ہم دیکھتے ہیں تو ان کی ساری تعلیم انہی زبان میں ہوتی ہے بالکل ان ذہنی رسائی تعلیمی وہ بالکل straight ہوتی ہے من و عن ہوتی ہے اس میں کوئی اور مسئلہ نہیں ہوتا۔ اب یہ ماہرین تعلیم کی بات ہے کہ وہ تجزیہ کریں ان معاملات کا اور قوم کو ان مصیبتوں سے اور اپنی قوم کے ان بچوں کو اس ذہنی کیفیت سے نکالیں اور کوئی واضح پالیسی بنائیں میرے ایک دوست ربانی صاحب نے ایک بات کی تھی کہ میں زبان پڑھا رہا تھا اور حروف تہجی اپنے بچے کو سمجھا رہا تھا تو اس کو کیا تکلیف درپیش ہوئی۔ میں خود اپنا واقع سناتا ہوں کہ میں اپنے بچے کو اردو کا قاعدہ جو کہ تہجی سکھانے کے لئے ہوتاہے سکھا رہا تھا کہ الف آم ٹھیک ہے کہ پشتو میں بھی آم ہے اور ب بکری پشتو میں بھی ہے بظاہر اشکال دیئے ہوئے تھے حروف تہجی کے ساتھ اور جب میں س تک آ گیا تو س سانپ میں نے کہا تو اس نے کہا کہ س مار میں نے کہا کہ س سانپ اس نے کہا کہ س منگور اب میں سمجھا کہ یہ سانپ کو اردو کا بچہ کیا سمجھے ابتدائی پرائمری تعلیم ہے میں جا کر پشتو کاقاعدہ لے آیا اور پھر جب وہ اشکال مارکا دیکھا

تو اس نے کہا کہ میں کہتا تھا تا کہ م مار یہ م مار ہے یا نہیں ہے میں نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو تو یہ تعلیمی تضادات ہیں جناب عالی ہمارے ماہرین اس کا تجزیہ کریں افسوس ہوتا ہے کہ سنتالیس سال گزرنے کے باوجود بھی ہماری کوئی مروجہ، مستند پالیسی نہیں ہے۔

اس کے علاوہ میں ایک اور بات کی طرف ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہم جس بات پر بحث کر رہے ہیں اس سینٹ میں ، سینٹ کو اختیار ہی نہیں ہے کہ وہ بجٹ پر بحث کرے وہ تعلیم کے لئے کیا provision رکھے گا آخر یہ ایوان بالا ہے صوبوں کے مفادات کا محافظ ادارہ ہے ہم بجٹ پر بحث نہیں کر سکتے ہم سو دفعہ چاہیں کہ بجٹ میں تعلیم کے لئے زیادہ رقوم رکھیں ہم ان پر بحث ہی نہیں کر سکتے تو ہمارا یہ واویلا یا ہماری یہ بات ایسی ہی دکھائی دے رہی ہے ۔ اس پر ایک بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر تعلیم فرض ہے کم از کم ابتدائی تعلیم تو فرض ہے اس ملک میں فی کس ۱۹ روپے بجٹ میں provision رکھی گئی ہے فیڈرل provision میں صوبائی حکومت کی میں بات نہیں کرتا ۱۹ روپے فی کس کے حساب سے تو سال میں ۳۶۵ دن کے لئے پنسلو ں کے لئے بھی نا کافی ہیں تعلیم کیا کسی کو ملے گی۔ یہ سوچنے کی بات ہے پھر ہم کہتے ہیں کہ ہم نے بڑی تعلیم پائی ہے ۱۷ فیصد ہماری اس وقت شرح تعلیم ہے۔ جس میں ۵۲ فیصد ہماری خواتین ہیں اب ۵۲ فیصد خواتین میں چونکہ ۹۹ فیصد جو خواندہ ہیں وہ مرد ہی ہیں تو بچاری ہماری خواتین تو بالکل کسمپرسی میں ہیں۔ ان کی literacy کا بالکل negligible number ہے تو ان سب امور کی طرف دھیان دینا چاہیئے۔ میں ایک اور بات بھی عرض کردوں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ اردو ہم نے قومی زبان قرار دی ہے۔ لیکن قربت جو اپنی مادری زبان سے کسی فرد کی ہوتی ہے اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور پھر ایک اور پوائنٹ پر میں پورے ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ زبان کو بنتے بنتے ہزاروں سال لگتے ہیں۔ کوئی ایک سال میں زبان نہیں بنتی۔ دو سال میں زبان نہیں بنتی ہے۔ ہزاروں سال لگتے ہیں۔ اس لئے کہ ماحول کی وہ اصطلاحات ، terminology یہ سب اس میں سمو جائیں تو کہیں جا کر زبان بنتی ہے۔ جناب والا! ہماری اس قومی زبان کو ابھی hardly اڑہائی سو سال ہوئے ہیں کہ یہ زبان بنی ہے۔ اب ہم کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ اس زبان میں وہ ساری scientific terminology سموئی جا سکتی ہے یا آ سکتی ہے۔ تو یہ سارے امور ایسے ہیں کہ ہم اس پر توجہ دیں۔

آج کے اخبار میں ایک بیان جناب الطاف حسین صاحب۔ گورنر پنجاب کا پڑھا کہ ابتدائی تعلیم سب پنجابی میں ہوگی۔ مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اس لئے کہ اس مادری زبان کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے علم سیکھنے کا۔ آدمی سوچے ایک زبان میں، بولے دوسری زبان میں۔ یہ بہت مشکل حل ہے۔ جناب والا! میرے خیال میں اس میں کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ میں تعصب سے بالاتر ایک بات کرتا ہوں۔ ہم نے اس وقت بھی غلطی کی تھی جب ہم نے بنگال میں اردو کو قومی زبان قرار دیا تھا۔ اور زبردستی کی تھی کہ ایک ۵۶ پرسینٹ کی آبادی جو اردو نہیں جانتی، جس کی کل زبان بنگالی ہو اور ہم وہاں قومی زبان اردو قرار دے دیتے ہیں۔ وہاں سٹوڈنٹس نے احتجاج کیا، گولیاں چلیں اور وہاں وہی دن تھا جس دن علیحدگی کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اب بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ امر ایسا ہے کہ جس پر غور کیا جائے اور ہمارے صوبوں کی جتنی بھی زبانیں ہیں، زبانیں اچھی چیز ہیں۔ زبانیں محبت کی بات ہیں۔ ان سے محبت بڑھتی ہے۔ ایک دوسرے کی زبان کو سمجھنا، سیکھنا، میں خوشی سے کہتا ہوں کہ میری زبان جو اردو ہے۔ جب اردو کا پہلا شاعر وجود میں نہیں آیا ہوا تھا۔ جس کا نام میں سمجھتا ہوں ولی دکھنی تھا۔ اس سے کہیں قبل میرے شاعر تھے دو۔۔۔ایک مزدولہ خان محمد اور دوسرا خوشحال خان خٹک۔ وہ ساڑھے تین سو سال پہلے اردو میں شاعری کر گئے ہیں۔ یہ کوئی تعصب کی بات نہیں ہے۔ زباںداری نہ بری بات ہے۔جناب! میں اس حوالے سے خوشحال خان خٹک کا مطلع پیش کرتا ہوں، ساڑھے تین سو سال ہو گئے انہوں نے کہا۔

ع میری سوئی قسمت پھر جاگی

اب یہ زبان اردو ہے۔ ظاہراً اردو ہے۔ اس میں کوئی عار نہیں ہے۔ لیکن سمجھنے کے لئے، علم کے لئے اپنی مادری زبان۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر ہم اپنے بچوں کے ذہن سے بوجھ اتارنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ جلد علم سیکھیں تو وہ صرف مادری زبان ہے۔ ہمارے ان ماہرین کو سوچنا چاہیئے کہ ۴۶ سال میں ہماری کوئی تعلیمی پالیسی نہیں بنی۔ کم از کم آج تو بنا دیں۔ اس کے علاوہ ایک اور امر کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ ہم نے جو نصاب میں اتنی ضخیم کتابیں رکھی ہیں، اتنے بڑے بڑے بستے جو بچے اٹھا نہیں سکتے۔ حالت ہماری یہ ہے کہ ہم بچوں کو ، جیسے میرے ایک فاضل دوست نے کہا، چٹائی تک نہیں دے سکے۔ اور یہ بیوروکریسی کی کرپشن کی انتہا ہے کہ وہ سکول کی بلڈنگ بھی ایسی بناتے ہیں کمیشن لے کر کہ ساری ریت کی اس کی چھتیں ہوتی ہیں اور بچوں پر اس کے ٹپکنے اور گرنے کا ہر وقت خطرہ

رہتا ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو بچے بچارے باہر کھڑتے ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ڈرتے ہیں کہ چھت کہیں ان پر نہ گر جائے۔ تو یا وہ درخت کے سائے کا سہارا لیتے ہیں یا بچارے اگر درخت قریب نہیں ہے تو دھوپ میں بیٹھتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو ان معاملات میں سنجیدگی سے سوچنا چاہیئے اور کوئی ایسی اچھی بنیاد رکھنی چاہیئے کہ آئندہ کے لئے ہماری قوم کو، ہمارے ملک کو ایک راستہ ملے اور اس جہالت سے ہم کسی طریقے سے چھٹکارا پالیں۔

جناب والا! میں زیادہ بات نہیں کروں گا صرف میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری تعلیم میں جو استاد ہیں مجھے ایک بات پر تعجب ہوتا ہے کہ جتنی تصانیف میں دیکھتا ہوں دنیا کی لائبریریوں میں، یہ ساری تصانیف صرف ان لوگوں کی ہیں جو مکتب سے، مدرسے سے نکلے ہوئے ہیں۔ جن بچاروں کے پاس لائبریری تک نہیں تھی ۔لیکن وہ ایسا کیوں ہو جاتا ہے۔ میری اپنی سوچ اور میری اپنی فکر یہ ہے کہ وہ اس لئے ایسا ہو جاتا تھا کہ استاد کی فکر، توجہ سٹوڈنٹس پر مرکوز رہتی تھی اوراس کا کریکٹر بنانے میں استاد کا ہاتھ ہوتا تھا۔ آج ہمارے سکول میں ایک ایک کلاس میں دو دو سو بچے پڑھتے ہیں۔ استاد کیا توجہ مرکوز کرے گا اور اس کا کریکٹر کیسے بنائے گا۔ یہ بھی سوچنے کی بات ہے ۔ جناب عالی میں نے شاید آپ سے زیادہ وقت لیا ہے ۔ میں ایک اور بات کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں جو ہمارا صوبے میں تعلیم کا سبجیکٹ ہے ، فیڈرل میں بھی ہمارا contribution ہے ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ صوبوں کو کلی طور سے تعلیم کے معاملے میں خود مختار بنانا چاہئے ۔ پورا اختیار صوبوں کو دیا جائے اور مرکز جو بھی فنڈز دینا چاہے بہ تناسب آبادی اس صوبے کو فیڈرل گورنمنٹ سے گرانٹ دی جائے تاکہ وہ اپنے حالات ، اپنے واقعات ، اپنے گردوپیش کے مطابق اپنے بچوں کو تعلیم یافتہ بنا سکیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔نسرین جلیل صاحبہ آپ آج بولنا چاہیں گی ۔

بیگم نسرین جلیل۔ جی میں آج بولنا چاہوں گی۔

جناب چیئرمین۔فرمائیں جی۔

Mrs. Nasreen Jalil: Sir, the standard of education in Pakistan is extremly low and I believe that it is in need of dire attention and improvement. It has been suggested here that we should change the system of education but

changing of system will not do any good. I believe that people who are running that system should pull up their socks and find out the weaknesses to overcome them. I have noted down a few points that the following aspects should be taken into consideration for raising the present standard of education in Pakistan. Appointment of teachers on merit and not on political grounds, as many members have said here, overhauling of syllabus according to our culture and environment so that children can relate to the whatever is being taught to them. Attractive Text Books to make the children interested in whatever they are being taught orderly in soothing environment so that children can take pride in their schools, increase in the pay of teachers and other incentives should be given to them so that they don't have to look as they do for making money.

جیسے سکولز میں ٹھیک سے پڑھایا نہیں جاتا۔ اس کے بعد پھر بچوں کو پرائیویٹ ٹیوٹرز کی ضرورت ہوتی ہے ۔ پھر سب سے بڑی وجہ ہمارے ہاں یہ ہے کہ کرپشن مختلف چیزوں کا root cause ہے ۔ ہمارے ہاں بجٹ میں پچھلے سال چار فیصد ایجوکیشن کے لئے رکھا گیا تھا۔ جو کہ actual terms میں اس سے بھی کم تھا۔ جو کہ دو پوائنٹ دو فیصد تھا اور actual terms میں شاید اس سے بھی کم تھا۔ actual terms میں وہ ایک فیصد تھا۔ اس کے علاوہ بجٹ میں ہم ڈیفنس اور debt servicing کی بات کرتے ہیں کہ one third پیسہ اس میں چلا گیا۔ لیکن اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ہم پیسہ کتنا خرچ کر رہے ہیں۔ پیسہ چاہے ایک روپیہ ہو ، آٹھ آنے ہوں یا چار آنے ہوں۔ اس کو خرچ کس طرح سے کیا جا رہا ہے ۔ جب میں ایم پی اے بنوں تو اپنی constituency میں ، میں سکول بنانا شروع کروں۔ پتہ چلے کہ اگلی حکومت آئی اور وہ سکول ادھورا چھوڑ کر اس نے دوسری constituency میں سکول کی بلڈنگ بنانی شروع کر دی۔ تو وہ پیسہ جو آدھے سکول پہ خرچ ہوا اس کو اگر آپ سٹینڈرڈ آف ایجوکشن کو بڑھانے میں خرچ کریں گے تو اس سے فرق پڑے گا۔ اس کے علاوہ جو کمیشن pocket کئے جاتے ہیں ڈیویلپمنٹ پراجیکٹس پہ ، وہ روپیہ سٹینڈرڈ آف ایجوکیشن سکولز موجود ہیں ،ٹیچرز ، بچے ،سب موجود ہیں ،

ان کو بہتر طریقے سے تعلیم دینے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کراچی میں پچھلے دو ماہ میں آٹھ ہزار طلباء کو ان کے سکولوں سے بے دخل کر دیا گیا کیونکہ بھٹو صاحب نے سکول نیشنلائزڈ کئے تھے سکول ۲۰۰۰ میں اس کے بعد ۸۸ء میں پیپلز پارٹی کی حکومت نے بھی denationaliztion کا process شروع کیا جس کے نتیجے میں اب جو سکولز کے owners ہیں وہ entitled ہیں کہ وہ اپنی buildings واپس لے لیں ۔ تو تین سکولز ایسے کراچی میں خالی کروائے گئے جن میں آٹھ ہزار طلباء تعلیم پا رہے تھے۔ اب ان آٹھ ہزار طلباء کو آپ کہاں پر کھپائیں گے ۔ ان کیلئے کوئی متبادل جگہ نہیں مہیا کی گئی۔ اور ظاہر ہے ایک سکول روم میں اگر سو کی capacity ہے اور آپ دو سو بچوں کو وہاں بٹھائیں گے تو ظاہر ہے پھر پڑھائی کا سٹینڈرڈ جو ہے اس پر اثر پڑے گا۔ پھر جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ سب سے بڑا اثر تعلیم کے سٹینڈرڈ پر پڑا ہے وہ فیوڈل سسٹم ہے جو کہ آج بھی ہمارے ملک میں مروج ہے ۔ and it is the root cause of hampering on the development of education کیا لفظ کہتے ہیں کہ شرح خواندگی اور سٹینڈرڈ آف ایجوکیشن بڑھانے میں مانع ہو رہا ہے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ رورل ایریاز کی شرح خواندگی اربن ایریاز سے کم ہے اور سٹینڈ رڈ آف ایجوکیشن کا بھی یہی حال ہے اس کی صرف وجہ یہ ہے کہ وڈیرے جاگیردار اور سردار نہیں چاہتے ہیں کہ ان کے لوگ تعلیم پائیں اور ان میں یہ شعور پیدا ہو کہ ان کو کس کو ووٹ دینا ہے وہ ڈیموکریسی اس ملک میں نہیں چاہتے ہیں ۔ وہ چاہتے ہیں کہ اجارہ داری ان کی قائم رہے۔

جناب والا! میر پور خاص میں ایک constituency میں ۹۱ء میں There were 35 schools which were occupied by the land lord of the school and being used as گودام کے طور پر ان کو استعمال کیا جا رہا تھا اور فقیر محمد میمن نے ایک حق پرست گروپ سے ہیں جنہوں نے ان کو خالی کروایا اور آج انکی hegemony ہے مطلب وہ سب سے بڑے criminal ہیں اس ملک کے۔ اس کے علاوہ جناب والا! ہمارے ہاں ضروری ہے کہ دوہرے نظام تعلیم کو ختم کیا جائے Standard of Education سب جگہ ایک ہونا چاہئیے۔ مراعات یافتہ طبقہ ہمارے ملک کا اپنے بچوں کو انگلش میڈیم سکولز اور پرائیویٹ سکولز میں بھیجتا ہے جبکہ ۹۸ فیصد طبقہ جو کہ غریب ہے اسے اپنے بچوں کو ان پیلے سکولز میں بھیجنا پڑتا ہے اور جس کی وجہ سے جو opportunities مراعات یافتہ طبقے کے بچوں کو حاصل ہے وہ ہمارے عوام کے بچوں کو حاصل نہیں ہو پاتیں ۔اس

کے علاوہ جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ ضروری ہے کہ کوئی بھی نظام چلانے کیلئے accountability ہونی ضروری ہے۔ احتساب ہونا ضروری ہوتا ہے اس کیلئے ہم پر فرض بنتا ہے کہ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ committees بنائیں جو oversee کریں تاکہ کرپشن اور جو غلط اقدامات ہوتے ہیں جو تعلیم کے حصول میں مانع ہوں ان کو دیکھیں اور اس کے ساتھ ساتھ involvement of parents and community is very essential. جناب چیئرمین! میں یہ نہیں کہہ رہی ہوں کہ ہمارے ہاں انگلش میڈیم سکولز یا پرائیویٹ سکولز نہیں ہونے چاہئیں۔ میرا کہنا یہ ہے کہ ہمارے پبلک سکولز اس سٹینڈرڈ کے ہو جائیں کہ ہر سکول جو ہے وہ گرائمر سکول یا ایچی اسن کالج بن جائے۔ تاکہ ہمارے عوام کے بچے وہی اعلیٰ اور معیاری تعلیم حاصل کر سکیں۔ جو مراعات یافتہ طبقے کو حاصل ہیں۔

I believe that the people involved in the field of education should have determination ,sincerity of purpose and total commitment to the cause of education that is, if they are to improve the standard of Primary education in Pakistan today. Thank you.

جناب چیئرمین۔ بہت بہت شکریہ۔ جناب مسعود کوثر صاحب۔

سید مسعود کوثر۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ آپ نے مجھے آج اس انتہائی اہم قومی مسئلے پر بولنے کی اجازت دی ہے۔ چونکہ اس مسئلے پر بہت سے معزز اراکین نے بڑی تفصیل سے باتیں کی ہیں تو میری یہ کوشش ہو گی کہ میں ان باتوں کو نہ دہراؤں بلکہ بعض تجاویز جو پیش کی گئی ہیں ان کی حمایت میں اگر میں ایک یا دو باتیں کر لوں تو شاید بہتر ہو گا۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ تعلیم اور پھر ابتدائی تعلیم انتہائی اہم قومی ضرورت ہے۔ بہت سے گلے شکوے کئے گئے بہت سے اعتراضات کئے گئے۔شاید اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب بھی کسی مسئلے کو آپ حل کرنا چاہتے ہیں توآپ دیکھتے ہیں کہ قومی ترجیحات میں اس کی کیا پوزیشن ہے۔ اگر آپ نے قومی ترجیحات میں اپنے قومی وسائل استعمال کرنے کے لئے ترجیحات ترتیب دی ہیں تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اس مسئلے کو کتنی اہمیت دیتے ہیں۔ ہماری بدقسمتی یہ رہی ہے کہ شروع سے پاکستان بننے کے فوراً بعد پاکستان ایسے بیرونی

خطرات سے دوچار رہا جس کی وجہ سے ہم اپنی ترجیحات کو اس طریقے سے مرتب نہیں کر سکے جس طریقے سے ہمیں اپنی ترجیحات کو مرتب کرنا چاہیئے تھا ۔ اس لحاظ سے ظاہر ہے کہ جتنے کم وسائل آپ کسی مسئلے پر استعمال کریں گے اسی طرح اس کے نتائج ہوں گے ۔ لیکن جناب والا! اگر بعض اوقات آپ کے پاس وسائل نہیں ہوتے یا وسائل کم ہوتے ہیں تو پھر دوسری اہم بات یہ ہوتی ہے کہ آپ اپنے وسائل کو بہتر طریقے سے استعمال کریں ۔

جناب والا! آپ کی قیادت میں وفد کے ساتھ رومانیہ کا دورہ ہم نے کیا۔ اور پہلا سوال جو میں نے وہاں کے لوگوں سے پوچھا وہ یہ تھا کہ آپ کا literacy rate کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا سو فیصد میں نے کہا آپ کی پاپولیشن گروتھ کیا ہے 'انہوں نے کہا زیرو ۔ اب جناب والا! جب آپ اپنے وسائل کو یا تو اس طرف سے کھینچیں اگر اس طرف سے نہیں کھینچتے تو پھر آپ اپنی ضروریات کو کم کریں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں ایک ترقی پذیر ملک کی حیثیت سے بلکہ اب تو اکثر اسلامی ممالک میں بھی بڑی سنجیدگی سے اس کا حل تلاش کیا جا رہا ہے اور کوششیں ہو رہی ہیں کہ اس بڑھتی ہوئی آبادی کو قابو میں لایا جا سکے ۔ کیونکہ جناب والا! جو بھی سکول آپ بناتے ہیں جو بھی کالج آپ بنائیں گے جو بھی facility آپ سوشل سیکٹر میں دیں گے اگر آپ کی آبادی اس تیزی سے بڑھتی جائے کہ میرے خیال سے کسی ملک کی تین فیصد آبادی بڑھے تو اٹھارہ سال میں وہ ڈبل ہوجاتی ہے ۔ جناب والا! کہ آج میں پی ڈی اے کے پشاور کے آفس میں بات کر رہا تھا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو اب قبرستان کی جگہ بھی نہیں ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ تمام قوم سنجیدگی سے اس مسئلے پر غور کرے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ موجودہ حکومت اس سلسلے میں کافی کام کر رہی ہے تا کہ جو یہ بہت ہی زیادہ آبادی بڑھ رہی ہے اس پر کسی حد تک کنٹرول کیا جا سکے ۔

جناب والا! تیسری بات میں یہ کہوں گا کہ مجھے پروفیسر خورشید صاحب کی اس تجویز سے پورا پورا اتفاق ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ جب ہم لوگ سکولوں میں پڑھتے تھے تو اس میں اسلامیات ہمارے کورس کا ایک حصہ ہوتی تھی ۔ آج عام سکولوں میں بلکہ انگلش میڈیم سکولوں میں بھی اسلامیات کا حصہ شاید اس سے کہیں زیادہ تھا جو میرے وقت میں عام سکول میں تھا۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا جناب والا! کہ صرف ایسے مدرسے قائم کیے جائیں جس میں بنیادی تعلیم نہیں دی جاتی جس میں دنیاوی تعلیم نہیں دی جاتی ۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ اسلام ایک ایسا مذہب

ہے جو کہ Unlike Christianity کہ اس میں realistic aspect جو ہے وہ الگ ہے Secular aspect الگ ہے ۔ لیکن اسلام تو ایک ایسا مذہب ہے جو دنیاوی معاملات میں بھی اتنا ہی زور دیتا ہے ۔ اس لئے صرف اگر ہم مولوی produce کرتے رہے اور مجھے ان بیچاروں کے ساتھ ہمدردی ہے ۔ ان کا کیا future رہے گا ۔ ایک ایسے ملک میں جس میں ستانوے فی صد لوگ مسلمان ہیں وہ کیا contribute کر سکیں گے اگر اس قسم کے لوگ ہم نے پیدا کئے ....

حافظ حسین احمد ۔ نکاح پڑھوانے کے لئے ۔

سید مسعود کوثر ۔ یہ اچھا ہے کہ نکاح توڑنے کے لئے آپ کی ضرورت نہیں ہے اور میں مسلمان ہوں میں سمجھتا ہوں کہ نکاح پڑھوانے کے لئے بھی مولوی کی ضرورت نہیں ہے It is a social contract اسلامک لاء ہم نے بھی پڑھا ہے اور بدقسمتی یہ ہے کہ جناب والا! تعلیم بامقصد ہونی چاہئیے ۔ جس تعلیم کا مقصد نہ ہو وہ تعلیم کوئی تعلیم نہیں ہے ۔ آج ہمارے ملک میں بہت سا ایسا تعلیم یافتہ طبقہ ہے جو کہ آپ کے عوام کی یا ملک کی خدمت کرنے سے کتراتا ہے بلکہ اسے وہ exploit کرتا ہے اس لئے صرف بے مقصد تعلیم دی جائے اور یہ کہہ دیا جائے جناب والا! کہ ہم نے تعلیم دے دی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تعلیم کا مقصد نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس ملک میں آج کرپشن تعلیم یافتہ طبقے میں زیادہ ہے بہ نسبت غیر تعلیم یافتہ طبقے کے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ تعلیم دیتے ہیں تو اس میں character building کا جو element ہے اس کا فقدان ہے ۔ پرائمری سکول میں بچوں کو ایک اچھا شہری بننے کی تربیت اور تعلیم دینی چاہئیے اور مجھے اس بات سے بھی اتفاق ہے کہ پرائمری سکول میں کم از کم شہروں میں ابتدائی طور پر خواتین کو استاد مقرر کیا جائے ۔ کیوں کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا اخلاقی معیار، ان کی تربیت کافی بہتر ہوتی ہے ایک average مرد سے اور اس لحاظ سے آپ دیکھیں کہ وہ سکول جہاں پر خواتین پرائمری ایجوکیشن میں تعلیمی اداروں میں کام کرتی ہیں وہاں پر اخلاقیات کا اور تعلیم دونوں کا معیار دوسرے سکولوں سے بہتر ہے ۔

جناب والا! میں اس بات کی بھی تائید کروں گا کہ مادری زبان میں تعلیم دینا بہت ضروری ہے ۔ کیوں کہ بچے کو جب تک اس کے ماحول سے ، اس کے ارد گرد سے ، اس کے گھر کی زبان سے ، اس کی ماں کی زبان میں تعلیم نہ دی جائے تو اس کے لئے کافی مشکلات ہوتی

ہیں؟ ان کے لئے کیا مشکلات ہوتی ہیں ابھی تو ہماری محترمہ خود اہل زبان ہیں اردو میں ان کو تکلیف محسوس ہوتی تھی تو اکثر انگریزی بولتی تھیں ۔ میں نے کہا کہ ہم ہوئے کافر تو وہ کافر مسلمان ہو گیا ۔ ہم نے اردو سیکھی تو بھی ان کو تکلیف ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اردو بھی رابطے کی ایک اہم زبان ہے۔ لیکن جو ہماری صوبائی زبانیں ہیں علاقائی زبانیں ہیں اس میں یہ کوشش کرنی چاہئیے کہ تعلیم اسی زبان میں دی جائے اور جناب والا! میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور دوسرے معزز اراکین کا بھی، میں آج عینک پشاور بھول آیا ۔ تو مجھے کسی چیز کو پڑھنے کی تکلیف ہو رہی ہے میں نے جو نوٹس لکھے تھے میں ان کو پڑھ نہیں سکا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا اہم موضوع تھا کہ قومی مسائل پر گفتگو سینٹ کی تاریخ میں ایک اور شاندار باب کا اضافہ ہے اس قومی مسئلے پر دونوں اطراف نے بڑے مثبت طریقے سے ، بڑے قومی نقطہ نظر سے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے معاملات پر قوم جب دیکھے گی کہ ہمارے یہ سیاستدان------

(آذان مغرب)

جناب چیئرمین۔ تقریر تو میرا خیال ہے آپ کی ختم ہو چکی ہے ۔

سید مسعود کوثر۔ جی تقریباً۔

جناب چیئرمین۔تو میرا خیال ہے کہ پھر ڈامنٹ کے لئے ہاؤس کو ایڈجرن کرتے ہیں۔

حافظ حسین احمد ۔ میرا نام لسٹ میں ہے ۔

جناب چیئرمین۔ جی آپ کا نام ہے اس کے بعد آتا ہے ۔

[The House then adjourned for prayers]

[The House re-assembled after interval with Mr. Chairman in the Chair]

جناب چیئرمین۔ جی جناب حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب وہاں کوئی وزیر صاحب ہی موجود نہیں ہیں۔ وہاں کوئی بیٹھا ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ دیکھیں جی وہ آ گئے ہیں واحد نمائندے حکومت کے پہنچ گئے ہیں۔ چلیں جی حکومت کا ایک نمائندہ تو آ گیا، کیوں جی آپ جواب دے لیں گے حافظ صاحب

کا ----- وہ جو تقریر فرمائیں گے پرائمری ایجوکیشن پر ------ جی حافظ صاحب میرا خیال ہے آپ شروع کریں آجائے گا کوئی نہ کوئی۔

حافظ حسین احمد۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب، برادر محترم سینیٹر سید محمد فضل آغا صاحب نے انتہائی اہم مسئلے کے موضوع پر ہمیں اظہار خیال کا موقع عطا فرمایا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اگر آپ تحریک کے الفاظ پڑھیں تو اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ ایوان صوبہ بلوچستان کے خصوصی حوالے سے ملک بھر میں پرائمری تعلیم کے معیار کو زیر بحث لائے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ محترم مسعود کوثر صاحب سمیت ہمارے تمام رفقاء نے اس اہم پہلو کو نظر انداز کیا ہے اور میری تو مجبوری ہے کہ ہم بلوچستان سے ہیں---جناب چیئرمین صاحب جہاں تک پرائمری ایجوکیشن کا تعلق ہے، ہمارے ہاں پرائمری ایجوکیشن اور ملیریا پروگرام یہ ساتھ ساتھ چلتے رہتے ہیں اورمسعود کوثر صاحب نے ان کا تعلق خاندانی منصوبہ بندی سے بھی جوڑا، ان تمام کے لئے فنڈز امریکی سامراج کی طرف سے مہیا کئے جاتے ہیں۔ مسائل مختلف ہیں، ایک یہ ہے کہ نظام تعلیم کیا ہے، دوسرا طبقاتی نصاب تعلیم ہے اور تیسرا انتظام تعلیم ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! میرے رفقاء نے رومانیہ کا حوالہ دیا، دوسرے ممالک کا حوالہ دیا اور انہوں نے یہ فرمایا کہ وہاں پر شرح خواندگی سو فیصد ہے۔ بعض ممالک میں شرح خواندگی ۹۰ فیصد ہے، بعض میں ۹۵ فیصد ہے لیکن جناب چیئرمین! میں یہ پوچھتا ہوں کہ پاکستان میں جہاں پر اس وقت چار صوبے ہیں کیا ایوان کو، وزیر تعلیم سے اگر وہ گپ شپ سے فارغ ہوں، بات کر رہا ہوں، اگر وہ اس ایوان کو یہ اطلاع فراہم کریں، آپ رومانیہ کا حوالہ نہ دیں آپ یہ بتائیں کہ پنجاب اور بلوچستان کے درمیان شرح تعلیم میں کیا تفاوت ہے، کیا فرق ہے تو آپ کے سامنے صورتحال واضح ہو جائے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ رومانیہ کیوں پہنچتے ہیں، آپ برطانیہ کی کیوں بات کرتے ہیں، آپ امریکہ کی کیوں بات کرتے ہیں، جہاں پر آپ اپنے ملک کے ایک چھوٹے سے صوبے میں پنجاب میں خاندانی منصوبہ کا رونا روتے ہیں کہ وہاں پر تو زیادہ بچے پیدا ہوتے ہیں، پاکستان میں اس لئے شرح تعلیم کم ہے، جناب وزیر تعلیم صاحب بتائیں کہ پنجاب کی آبادی کتنی ہے اور بلوچستان کی آبادی کتنی ہے اگر یہ آپ کا معیار ہے تو آپ مجھے ذرا بتایئے کہ پنجاب کی شرح خواندگی زیادہ ہے یا بلوچستان کی شرح خواندگی زیادہ ہے، اگر آپ کا معیار بچوں کی پیدائش

ہو، معیار آبادی کا تناسب ہو تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ بلوچستان میں شرح خواندگی زیادہ ہوتی اور پنجاب میں شرح خواندگی کم ہوتی۔

جناب چیئرمین صاحب، اصل مسئلہ کیا ہے؟ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جو ہماری منصوبہ بندی کے ماہرین ہیں، وزیر تعلیم تو بیچارے ویسے آنے ہوتے ہیں یا ڈاکٹر صاحب، لیکن جو سیکرٹری تعلیم ہیں، جو چیف سیکرٹری ہیں، جو اصل یہاں کے بیوروکریٹس ہیں ان کو دیکھئے کہ ایک طبقہ کلرک پیدا کرتا ہے اور دوسرا طبقہ سی ایس پی آفیسر پیدا کرتا ہے۔ جناب چیئرمین ہم یہ سمجھتے ہیں کہ صوبہ بلوچستان میں یہ کہا گیا کہ جناب آبادی کی بنیاد پر فنڈز تقسیم کئے جائیں میں کہتا ہوں کہ آبادی کی بنیاد پر آپ فنڈز تقسیم نہ کریں بلکہ اگر آپ نے کسی علاقے کو ترقی دینی ہے تو پھر رقبے کے لحاظ سے فنڈز تقسیم کریں۔ جناب چیئرمین صاحب ایک چھوٹی سی آبادی ہے اور اس کے بعد تیس تیس میل تک کوئی آبادی نہیں ہے اب اگر ایک علاقے میں ایک پرائمری سکول کھولا جاتا ہے اور دوسرے مختلف علاقوں کے لوگ بیس میل سے، پندرہ میل سے، دس میل سے کس طریقے سے یہاں آئیں گے، ان کے پاس نہ وسائل ہیں، نہ وہاں سڑکیں ہیں، نہ وہاں ذرائع آمد و رفت ہیں، وہ بچے کس طریقے سے تیسرے چوتھے آٹھویں گاؤں سے جا کر پرائمری تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب، اگر اس پرائمری تعلیم کے لئے بھی یہ طریقہ کار ہو کہ وہاں پر پرائمری سکول کھولے جائیں تو وہ طلبا اور وہ بچے بھی مستفید ہو سکتے ہیں جو آج تک تعلیم سے محروم ہو چکے ہیں۔ یہاں پر جناب تعلیم کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہاں سڑک ہو تا کہ وہ بچے وہاں پر پہنچ سکیں، ان کے والدین کو اتنی استطاعت ہو کہ کم از کم اپنے بچوں کو وہ پرائمری تک ہی تعلیم دلوا سکیں۔ وہاں پر صحت کا بھی مسئلہ ہے لیکن جناب چیئرمین صاحب ان تمام چیزوں کو یکسر نظر انداز کیا جا چکا ہے۔ اور اس سے اہم بات یہ ہے کہ جو علاقائی زبانیں ہیں جن کو مادری زبان بھی کہا جاتا ہے بشرطیکہ والدہ کہیں فارن سے نہ لائی گئی ہو کیونکہ پھر اس کی مادری زبان وہ ہوتی ہے، پرائمری ایجوکیشن پر ہمارے دوستوں نے اظہار خیال کرتے ہوئے اس کو استعمال کیا، جناب چیئرمین صاحب اس تعلیم سے کیا فائدہ کہ عینک گھر بھول آئے اور کچھ نہیں پڑھ سکے۔ تعلیم وہ نہیں ہے۔ تعلیم تو وہ ہونی چاہیئے کہ وہ ذہن اور قلب اور پورے سوچ کو تبدیل کرے، یہ نہیں کہ آپ بیرسٹر بنیں، یہ نہیں کہ آپ بڑی ڈگریاں لیں اور عینک بھولیں اور اللہ اللہ خیر صلا۔

جناب چیئرمین صاحب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس تعلیم کو ، اس تربیت کو اس طرح لیا جائے کہ اس کے لئے ایک منصوبہ بندی کی جائے ۔ جناب چیئرمین صاحب میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہمارے ہاں نصاب تعلیم کی ترتیب کے لئے بھی ہمیں advice لینی پڑتی ہے امریکہ سے ۔ یہ نیوکلیئر پروگرام کا مسئلہ نہیں ہے، ایٹم بم کا مسئلہ نہیں ہے، IMF کا اور بجٹ کا مسئلہ نہیں ہے کہ ان معاملات میں ہم وہاں سے ہدایات لیتے ہیں ۔ لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ کی پرائمری کا نصاب تعلیم بھی امریکی ماہرین ترتیب دیتے ہیں ۔ یہاں کے حالات کیا ہیں ، یہاں کی ضروریات کیا ہیں ، یہاں کی ثقافت کیا ہے، یہاں کی سوچ کیا ہے، یہاں کی مذہبی روایات اور رجحانات کیا ہیں ۔ ان تمام چیزوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اور کس طریقے سے وہ بچہ تعلیم حاصل کر سکے گا ۔ جسے یہ پتہ ہو کہ میں میٹرک تک بمشکل پہنچوں گا ۔ بی۔ اے اور ایف اے کرنے کے بعد میرا کیا مستقبل ہو گا۔ نہ اس کے لئے کوئی معاشی مسئلہ ہے اور نہ اس کے لئے کوئی ملازمت کا مسئلہ ہے ۔ ظاہر ہے یہ تمام مسائل ایسے ہیں جو تعلیمی سہولت اور بنیادوں پر منحصر ہیں ۔ جناب چیئرمین صاحب، ایک طرف کچھ لوگ اعلیٰ سکولوں میں ، ماڈل سکولوں میں ، اعلیٰ تعلیمی اداروں میں ٹھاٹھ سے رہتے ہیں اور کچھ ایسے بچے ہیں جنہیں ٹاٹ بھی میسر نہیں ۔ نوکنڈی میں بلوچستان کا ایک علاقہ ہے ضلع چاغی آپ یقین جانیں ہم وہاں گئے 14 اگست کی تقریب تھی اور وہاں پر بچے ریت پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہیڈ ماسٹر نے یہ کہا کہ جناب ہم نے کئی بار یہ لکھا ہے لیکن آج تک ہم کو ایک بھی بوری یا ٹاٹ میسر نہیں ۔ جناب چیئرمین صاحب دو طبقے ہم پیدا کر رہے ہیں ۔ لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کو ہم نے آج تک اپنائے رکھا ہے۔ ایک طبقہ وہ ہے جو صرف کلرک بنتا ہے، ایک طبقہ وہ ہے جو صرف پرائمری سکول کا ٹیچر بنتا ہے۔ ایک ماڈل سکول برن ہال کے بچے پر پندرہ دن میں جو اخراجات ہوتے ہیں آپ پرائمری سکول کے اس ٹیچر کو کتنی تنخواہ دیتے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سردار ہو ، وڈیرہ ہو ، خان ہو چوہدری ہو، یقیناً اس کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے بچوں کو پڑھائے ۔ لیکن اگر اس کے مطابق ایک غریب کا بچہ ، ایک کلرک کا بچہ ، ایک چپراسی کا بچہ، اسے بھی یہ حق حاصل ہے کہ اس کے لئے تعلیمی سہولتیں میسر ہوں ۔اور اگر غریب کا بچہ CSP آفیسر بنے گا ، وہ کمشنر اور DC بنے گا۔ کبھی بھی وہ غریب کو دھتکارے گا نہیں ۔ لیکن اگر ایک ہی طبقے کا بچہ یہاں پہنچتے ہی وہ نیچے سوچتا ہی نہیں ہے جناب ۔ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرے گا بڑے بڑے سکولوں میں پڑھے گا۔ اس کے بعد جب وہ ان مناسب پر

پہنچے گا تو اسے غریب کی غربت کا کبھی بھی احساس نہیں ہو گا - ہم سمجھتے ہیں آپ اس کو چھوڑیں کہ آپ رومانیہ پہنچیں گے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو آپ کے ملک کے اندر جو علاقے ہیں جو صوبے ہیں - ان کے درمیان جو تعلیمی تفاوت ہے خدارا پہلے اسے ختم کریں - خاندانی منصوبہ بندی کی بات نہ کریں کہ جناب بچے کم پیدا کریں - ہم نے کہا جناب ہمیں آپ فنڈز دیں رقبے کے لحاظ سے - ورنہ ہمیں جے سالک صاحب نہیں خاندانی منصوبہ بندی سے مستثنیٰ قرار دیں - کیونکہ ہمیں فنڈز چاہئیں بلوچستان کے لئے - رقبے کی بنیاد پر - سڑکیں رقبے کی بنیاد پر بنتی ہیں اگر آپ گوادر سے لے کر کوئٹہ تک ایک ہزار سے زیادہ کلو میٹر ہے - وہاں آپ بندے گنتے ہیں لیکن سڑک تو زمین پر بنائی جاتی ہے - جناب سکول زمین پر بنتے ہیں اگر ایک گاؤں کے درمیان فاصلہ چالیس پچاس میل ہے اور آپ یہ کہتے ہیں کہ جناب اس گاؤں میں صرف پانچ سو کی آبادی ہے - چالیس میل کے بعد دوسرے گاؤں میں ساٹھ کی آبادی ہے۔ ان سب کو ملا کر ہم دس گاؤں پر آپ کو یہ پرائمری سکول دیں گے آپ خدارا چیئرمین صاحب جانئے کہ پانچ گاؤں کے بچے ساٹھ ساٹھ میل طے کر کے کس طرح ایک پرائمری سکول میں پہنچیں گے - اور پھر ہمیں یہاں تلقین کی جاتی ہے پرائمری ایجوکیشن کے مسئلے پر خاندانی منصوبہ بندی کی تلقین کی جاتی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم تمام چلائیں اور کہیں کہ جی آبادی بڑھاؤ - بچے پیدا کرو ، دھڑا دھڑ شادیاں کرو۔ تا کہ آپ کی آبادی بڑھے اور آپ کے لئے فنڈ کا حصہ زیادہ میسر ہو سکے۔

جناب چیئرمین صاحب، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ صوبہ بلوچستان میں جو اس وقت صورت حال ہے، وہاں کا نوجوان طبقہ مرکز سے مایوس ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ جناب آپ اس کو چھوڑیں سکالر شپ کیسے مل رہا ہے؛ آپ اسے چھوڑیں کہ نوکریاں کس کو ملتی ہیں؛ یہ ہمارے سینیٹر بیٹھے ہیں، اس طرف بھی بلوچستان کے ساتھی بیٹھے ہیں، آپ پوچھیں کہ خدا کی قسم اس وقت ان کے گھروں کا کیا حال ہے۔ اور کتنے بلوچستانی قرض لے کر دربدر پھرتے ہیں انہیں نوکری نہیں ملتی۔ سیندک پراجیکٹ ہے دوسرے آپ کے سینٹ میں کتنے ہیں۔ ایک وفاقی ادارہ ہے جو صوبوں کے حقوق کا ضامن ہے آپ یہاں گنیں کہ آپ کے یہاں کتنے لوگ ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دیہات ہو۔ گاؤں ہو۔ شہر ہو اس میں وہ طبقہ جو تعلیم حاصل کرتا ہے اسے مطمئن کیا جائے۔ ملک کے مستقبل کے وارثوں کو مطمئن کیا جائے اور محترم اقبال حیدر صاحب ہیں۔ ہمارے دوسرے ساتھی ہیں یقیناً انہوں نے آج تک پاکستانی سکولوں کی حالت نہیں دیکھی۔ وہ اردو

نہیں بول سکتے۔

جناب چیئرمین۔ کون اقبال حیدر صاحب ۔

حافظ حسین احمد۔ جی ہاں ۔

جناب چیئرمین۔ابھی بھی بولتے ہیں ۔وہ اہل زبان ہیں جناب ۔

حافظ حسین احمد۔ پہلے کہا جاتا تھا کہ جی لکھو گے پڑھو گے بنو گے نواب ۔ اب وہ کہتے ہیں کہ جی لکھو گے پڑھو گے ہو گے خراب۔ کوئی نوکری نہیں ملے گی ۔ اس کی بجائے آپ کوئی چرواہا بنیں آپ فارم کھولیں آپ کوئی زراعت کریں کم ازکم۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین صاحب، میں سمجھتا ہوں کہ وہ تفاوت جو ہے نصاب تعلیم میں وہ تفاوت جو سکولوں کا ہے وہ جو ان کے اساتذہ کا ہے ۔ یعنی اگر آپ یہ ایک عام اسکول کے ہیڈماسٹر صاحب کو لائیں اور آپ ایک ماڈل سکول کے یا پرائیویٹ پبلک سکول کے جو ہے نرسری کے استاد کو لائیں تو آپ کو تفاوت معلوم ہوگا۔ جو پرائمری اسکول کے ٹیچر کی تنخواہ ہے وہ اس پبلک اسکول کے چپڑاسی سے بھی کم ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب، ان تمام چیزوں کو صرف بحث برائے بحث کی بات نہیں بلکہ وزیرتعلیم صاحب ذرا سیدھے بیٹھیں اور وہ لکھیں ان کو اور نوٹس لیں اور آج تک جناب آپ کے سٹینڈنگ کمیٹی میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اب تک ہم دوبارہ نصاب تعلیم نہیں بنا سکے ۔ وہ بنتا جاتا ہے اور بگڑتا جاتا ہے اب تک ہم نے طے نہیں کیا کہ ہمارا نصاب تعلیم کیا ہوگا کن خطوط پر ہوگا ۔ اور پھر اگر ایک بچہ کسی صوبے میں پڑھ رہا ہو وہ کسی دوسرے صوبے میں پہنچتا ہے تو نصاب تعلیم بدلتاہے کسی اور سکول میں پہنچتا ہے تو نصاب تعلیم بدل جاتا ہے ۔ جیسے جناب یونیفارم بدلتے ہیں آپ یقین جانیں جناب چیئرمین صاحب، کہ کوئٹہ میں جو فیڈرل گورنمنٹ کے سکول ہیں چھاونی میں وہاں کے لوگوں نے باضابطہ طور پر ہمیں خطوط لکھے درخواستیں دیں کہ ہمارے پاس وہ وسائل نہیں ہیں کہ ہم اس قسم کا کپڑا اور یہ ٹائی اور پینٹ وغیرہ اپنے بچوں کے لئے خرید سکیں ۔ آخر کیا ضرورت پڑی ہے اللہ ان کی عمر دراز کرے انہیں چاہیے کہ وہ اس طبقاتی یونیفارم اور ان چیزوں کو بھی مدنظر رکھیں۔

جناب محترم میں یہ سمجھتا ہوں کہ نظام تعلیم کے لئے جو فنڈ مہیا کیا جاتا ہے ۔ جس

پر ہمیں بحث کا حق حاصل نہیں ۔ آپ کو یاد ہوگا جناب چیئرمین صاحب، اقراء ٹیکس آج بھی پوری قوم ادا کر رہی ہے ۔ کیا حکومت بیان کرسکتی ہے کہ جتنا بھی آپ اقراء ٹیکس لے چکے ہیں اس میں سے کتنی فیصد آپ نے تعلیم پر خرچ کیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں جناب یہ تمام چیزیں ہیں اس لئے مادری زبان میں تعلیم ہونی چاہیئے اور نصاب تعلیم کو عوامی امنگوں کے مطابق بنایا جائے۔ تیسری اہم بات یہ ہے کہ جناب بچوں کی تربیت کا بھی خیال رکھا جائے ۔ جو کلاشنکوف کلچر ہے جو یونیورسٹی کی حد تک جا کر ہمارے نوجوان بے قابو ہو جاتے ہیں ۔ اس کا بھی تدارک پرائمری سکول اور پرائمری تعلیم سے کیا جائے ۔ بچے کی تربیت کا اخلاقی تربیت کا اور حالات کا بھی ان ادراک ہونا چاہیئے ۔ جناب میں سمجھتا ہوں کہ میری یہی تجویز ہے کہ اس کے لئے باقاعدہ طور پر ایک کمیٹی بنائی جائے اور منصوبہ بندی کی جائے اور جو کچھ بھی فیصلے ہوں اس پر عملدرآمد کیا جائے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

Mr. Chairman:- I think we should adjourn now?

کہ نہیں ویسے باری تو آپ کی ہے راشدی صاحب۔ لیکن----

Mr Hussain Shah Rashdi: If we have to attend the President's dinner, then we have to be there on time otherwise it would amout to discourtesy. But we can shift it to the next Private Members Day.

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے وہ تو صحیح ہے There is no problem on that. So -

اچھا tomorrow, we will have to meet in the afternoon. (pause) جی حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ہمارے پاس جو پروگرام ہے ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں اگر آپ کو بھی کوئی ایسی دقت آجائے مثلاً یہ عام طور پر ہوتا ہے کہ اگر کوئی کابینہ کی میٹنگ ہے یا کوئی ایسی بات ہے یا آپ کی کوئی ایسی اہم بات ہو تو یہ ایڈجسٹمنٹ چھوٹی موٹی ہو جاتی ہے۔ یہ باہمی روابط کی بات ہوتی ہے۔ اگر کل آپ کی کوئی دقت ہوگی تو مجھے یقین ہے کہ حکومت اس کا خیال رکھے گی۔ ان کی دقت یہ ہے کہ کل Federal Cabinet meeting ہے۔

حافظ حسین احمد۔ ہمارے پاس جو پروگرام ہے اس میں کل کو کوئی سیٹنگ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے ہفتے آپ لوگوں نے یہ مسئلہ اٹھایا کہ جی روز اجلاس ہونا چاہیئے۔ سب نے کہا تھا میں نے پھر بات کی اقبال حیدر صاحب سے راجہ ظفر الحق صاحب سے۔

حافظ حسین احمد۔ہم بھی چاہتے ہیں کہ روزانہ ہو بلکہ دن میں دو میٹنگیں ہوں(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ بہرحال یہ الگ مسئلہ ہے کل اجلاس چار بجے کرلیں۔

سید اقبال حیدر۔ نہیں سر کل ساڑھے چار بجے کرلیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب والا! یہ بحث جو اس موشن پہ چل رہی تھی یہ نامکمل رہی۔ پھر ہم اس بحث کو اگلے اتوار کو لیں گے۔

جناب چیئرمین۔ جی ہاں اگلے اتوار کو ہم اس کو لے لیں گے۔

Syed Iqbal Haider: Mr. Chairman, May I say, if you kindly repeat it, that from today onwards the session will be held every day even during the next week as desired by some of the members. Even during the next week, we will hold it every day from Sunday to Thursday unless the members desire othewise.

جناب چیئرمین۔ کل صبح وفاقی کابینہ کی میٹنگ ہے اس لئے کل شام کو اجلاس ہوگا لیکن پرسوں سے صبح ہوگا۔

So, the House is adjourned to meet again tomorow at 4.30 P.M.

[The House tehn adjourned to meet again at half past four in the afternoon on Monday, July 25, 1994]